هو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا وقدره منازل

دین مبین و عقائد مومنین کی حفاظت کے لیے خدائے عزوجل کی مدد سے

رسالہ

شمس الاعتقاد

لانارة

افضلیت النبی صلعم علی سائر العباد

خادم الملۃ والدین محمد اعجاز حسن بدایونی مدرس مدرسۃ الواعظین نے تالیف کرکے

۱۳۴۷ھ

بسرفراز قومی پریس لکھنو میں چھپوا کے شایع کیا

باہتمام خواجہ اسد اللہ اسد پبلشر

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين فتبارك الله احسن الخالقين والصلوة على اول مخلوق واخر المرسلين المنعوت بخاتم النبيين المبعوث على الخلق اجمعين مولنا ونبينا ابي القاسم محمد اشرف الاولين والاخرين الذي كان نبيا وادم بين الماء والطين الذي لا نبي غيره في حيوته ولا بعد وفاته الى يوم الدين الذي لم يفز عند الله على مرتبته احد من العالمين وعلى اله وعترته ونوابه وخلفائه واوصيائه المعصومين الذين خلقهم الله من نور ابتداعه من جلاله واشتقه من عظمته وكماله قبل ايجاد السموات والارضين والملائكة المقربين فاختارهم حفظة دينه ونواميس شرعه وجعلهم ينابيع علمه ومعادن وحيه ومصابيح نوره ومنابيع حكمه فقال كل شيئ احصيناه في امام مبين لا سيما على ثاني مخلوقه وسيد خلقه بعد سيد خلقه امير المومنين قائد الغر المحجلين يعسوب الدين مولنا وامامنا علي بن ابي طالب نفس حبيب اله العلمين صلوة دائمة متوالية

ما دارت الافلاک حول الارضین بل ابد الآبدین وطوبیٰ لمن یقول آمین ؂

اما بعد ذرہ ناچیز خاک پائے عترۃ النبی محمد اعجاز حسن بدایونی عرض کرتا ہے کہ مجھ سے عقیدۂ حقہ اثناعشریہ کے متعلق دو سوال کیے گئے مین نے دونون کا برہانی جواب لکھ کر اخبار در نجف سیالکوٹ پنجاب جلد ہشتم نمبر ۳۱ و ۳۲ مین شایع کر دیا پھر میرے احباب خاص نیز تلامذہ با اخلاص نے اس زمانہ کے حوادث اور مذہبی تغیر کو اور بدعتی عقائد کی شورش اور باطل کی سعی و کوشش دیکھکر عقیدۂ حقہ کے تحفظ کے لیے اس مضمون کا رسالہ کی صورت مین شایع ہونا ضروری سمجھا خصوصاً میرے برادر عزیز القدر قمر الواعظین مولوی محمد لقار علی حیدری بدایونی واعظ و مبلغ مدرسۃ الواعظین سلمہ اللہ تعالیٰ نے اصرار بلیغ سے کام لیا، مینے بھی سوچا کہ اتمام حجت کے لیے پوری قوت سے ایک ایسا رسالہ تالیف کرنا چاہیئے جو مختصر بھی ہو اور فرقہ غالیہ کا دم بند کرنے مین لاجواب بھی ہو۔ جسکے بعد ہم کو پھر سیف قلم اٹھانے کی ضرورت نہ رہے پس مین نے خدا کا نام لیا اور یہ رسالہ شمس الاعتقاد لکھا۔ میرے استاد محترم عالم ربانی فقیہ لاثانی شمس العلماء حضرت نجم الملۃ صدر الشریعۃ دام ظلہ العالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین اس بحث کو ختم کر دون۔ نیز میرے استاد محتشم حبر علام حضرت مولانا السید محمد ہادی صاحب قبلہ دام معالیہ کا ارشاد بھی یہی ہے۔ مین ان دونون بزرگوارون کا احترام مد نظر رکھتے ہوئے اس بحث کو ختم کرتا ہون بلکہ مجھے آئندہ اس موضوع پر کچھ لکھنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ میرا یہی رسالہ صاحبان بصیرت و انصاف کیلیے کافی

اور شافی ہوگا۔ خداوند عالم میرے ناچیز ہدیہ کو جو دین حق کی تائید ونصرت
ہی بحق طٰہٰ و آل یٰسٓ قبول کرکے ذریعہ ہدایت بنائے مین اصل مدعا کے
شروع کرنے سے پہلے چند باتین عرض کرتا ہون۔ اوّل یہ کہ مین نے رسالہ
نجم الاعتقاد چھپواکے اُسکی ایک ایک کاپی مدیران اخبار و رسائل شیعہ کی
خدمت مین بغرض اعلان روانہ کی تھی مگر سرفراز لکھنؤ۔ درنجف سیالکوٹ شیعہ اور رفیق
لاہور نے مہربانی فرمائی۔ اور بس۔ مین ان کے مدیرون کا شکریہ ادا کرتا ہون دوم
یہ کہ مین نے ایک نسخہ اپنے رسالہ کا جناب حاجی غلام علی صاحب مدیر راہ نجات
گجرات کی خدمت مین موصوف کو اپنا ہم عقیدہ سمجھ کے اسلیے روانہ کیا تھا کہ ممدوح
اُسکو گجراتی زبان مین شایع کردین۔ اِسکے جواب مین آپ کا گرامی نامہ میرے
پاس اسدن پہونچا کہ مین سفر کے لیے آمادہ ہو رہا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا
رسالہ سرسری طور سے مین نے دیکھا افسوس ہے کہ آپنے مسئلہ مطلق مساواۃ کو تسلیم
فرمایا ہے۔ اس خط کے آخر مین چند سوالات بھی تھے۔ یہ خط میرے پاس محفوظ ہے مَینے
اس کا جواب موضع شاہ دیویت ضلع اعظم گڈھ سے لکھا جہان مین ماہ صیام
سنہ ۱۳۴۶ھ مین طلبیدہ گیا تھا۔ میرے خط کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ میرے رسالہ کو
بغور دیکھیے صفحہ ۲۲ و ۲۳ مین مطلق مساواۃ کا تذکرہ موجود ہے۔ نیز آپ کے مرسلہ
سوالات مین سے اکثر اسی رسالہ سے حل ہو جائینگے۔ بقیہ سوالون کا جواب آپکے
حوالون کی تطبیق کرکے لکھنؤ پہونچکر دون گا۔ اس خط کا جواب میرے پاس لکھنؤ
مین وارد ہوا۔ اسمین بھی چند سوالات تھے جنکی نوعیت سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ
حاجی صاحب موصوف کا عقیدہ کچھ مخدوش معلوم ہوتا ہے۔ اس خط کا جواب

مین نے یہ دیا کہ آپ میرے رسالہ نجم الاعتقاد کا اُن شرائط کی پابندی مین جو
صفحہ ۳ مین درج ہین جواب دیجیئے مین جواب الجواب دونگا اسوقت آپکے
ان سوالون کا بھی جواب ہوجائیگا آپ کے عقیدہ کی حالت مجھے معلوم ہوگئی
لہذا مین بے اصول بحث مین اپنے وقت عزیز کو ضایع نہ کرونگا۔ اس خط کا
جواب میرے پاس نہین آیا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد مدرسہ ناظمیہ کے ایک متعلم نے
رسالہ خیر الاعتقاد مجھے دیا اور کہا لیجیئے یہ آپ کے نجم الاعتقاد کا جواب ہے
مین نے اُسے لیکر اول سے آخر تک تین مرتبہ نہایت غور سے پڑھا اور
اُسپر حاشیے چڑھائے۔ خدا آگاہ ہے اور ناظرین بابصیرت جانتے ہونگے
کہ خیر الاعتقاد مین نہ میرے رسالہ کی عبارتین نقل کی گئی ہین نہ میرے
شرائط مجوزہ کی پابندی کی گئی ہے۔ نہ میرے ادلہ اور سوالون کو توڑا گیا
ہے نہ میرے دعاوی کو جو مذہب اثنا عشری کے مطابق ہین باطل کیا گیا
ہے پھر کیسے مین اس کو اپنے رسالہ کا جواب سمجھون۔ ہان اگر یہ رسالہ
واقعی میرا جواب ہوتا تو مین اس کو اس شان سے رد کرتا کہ ناظرین بعد از غور
کرکے نتیجہ سمجھ لیتے۔ کسی رسالہ کا جواب دینا اور اسکی اصلی عبارت یا خلاصہ
نقل نہ کرنا کمزوری کی دلیل ہے۔ غرض میرے رسالہ سے رسالہ خیر الاعتقاد کو ربط نہین ہے
ہان اسکے دیباچہ مین میرے رسالہ کا نامناسب اور غیر مہذب پیرایہ مین کچھ
تذکرہ ضرور ہے تاکہ ناظرین خیر الاعتقاد اس کو نجم الاعتقاد کا جواب سمجھ لین
حاجی صاحب موصوف نے صفحہ ۵ مین مجھپر وہی اخفاء مطلق مساواۃ کا الزام
قائم کیا ہے جس کا جواب مین خط کے ذریعہ سے دیچکا ہون۔ جس کا جواب الجواب

میرے پاس موجود ہے اب کوئی اُن سے پوچھے جب آپ کو اطلاع دی گئی
تھی کہ نجم الاعتقاد کے صفحہ ۲۲ و ۲۳ مین مطلق مساوات کا عقیدہ موجود ہے
تو پھر آپنے مجھ پر الزام کیون باقی رکھا اور کیون میرے مقابلہ مین رسالہ شایع
کیا۔ اور کیون زمین صلح مین افتراق وشقاق کی تخم ریزی فرمائی، اس کے
علاوہ آپنے میری بعض عبارتون مین بیجا تصرف کرکے کچھ حرف جملے اپنے رسالہ
مین درج کردیے صرف اسلیئے کہ ناظرین خیر الاعتقاد میرے رسالہ کی طرف سے متنفر
ہو جائین۔ مین سمجھتا ہون کہ سطحی نظر والون مین آپ کا جادو چلگیا ہوگا جسطرح
آپنے میری واپسی زنجبار کے بعد ایک جھوٹا اور کذب محض و بے اصل مضمون اپنے
گجراتی پرچہ مین بغیر تحقیق ایک فاسق کی خبر پر شایع کردیا تھا اور مجھ پر تنقیص اہلبیت
کا ناجائز الزام لگایا تھا اس کا جو نتیجہ آپ کو زنجبار مین علاوہ بھی مجھے معلوم ہی وہان
کے مومنین خوب جانتے ہین کہ مینے چار مہینے سے زیادہ زنجبار مین رہکر درخت
غلو و مساوات مطلقہ کا اچھی طرح استیصال کردیا ہے۔ بہت سے راہ راست پر آگئے
فرقہ مساواتیہ کے عدد مین نمایان کمی محسوس ہوگئی۔ ایک غالی و مجوس الامۃ نے
میری مذہبی ترقی پر حسد کیا اور میری تبلیغ کا تنقیص اہلبیت نام رکھدیا۔ یہ کوئی
نئی بات نہین ہے سابقہ فرقہ کا یہی دستور چلا آتا ہے۔ صدوق علیہ الرحمہ کے زمانہ
مین غالیون نے علمائے قم پر جرم تقصیر لگایا تھا اعتقادات صدوق مین اس کا
تذکرہ موجود ہے۔ الغرض ایسے بے جا الزامون سے کامیابی نصیب نہ ہوگی،
دنیا چند روزہ ہے اسپر مغرور نہ ہونا چاہیئے ورنہ یاد رہے کہ روز قیامت
احکم الحاکمین کی عدالت عالیہ مین میری طرف سے میری تحریر مین تصرف بیجا کرنیکا

اور خیانت مجرمانہ کا دعوی دائر ہوگا اور دو مجتہد یعنی حضرت مولانا نجم الملۃ دام ظلہ
کو اور حضرت البحر زاخر مولانا السید محمد باقر صاحب قبلہ مرحوم اعلی اللہ مقامہ کو جنھون
نے میرے رسالہ النجم الاعتقاد پر زوردار تقریظین لکھی ہین گواہی مین پیش کرونگا
لہذا جناب حاجی صاحب موصوف کو اور اُن کے تاج المحققین کو جوابدہی کیلیے
تیار رہنا چاہیئے۔ رسالہ خیر الاعتقاد صفحہ ۷ مین موصوف نے لکھا ہی چونکہ مین عالم
نہین ہون کہ اس کا یعنی نجم الاعتقاد کا جواب لکھون مگر ایسے بڑے بھاری
اہم مسئلہ مطلق مساواۃ کو بغیر ظاہر کیے چھوڑ دون یہ بھی جائز نہ تھا،
مین کہتا ہون یہ ظاہر و مسلم ہے کہ آپ عالم نہین ہین اور یہ بھی آپکا اقرار
ہی کہ آپ نے نجم الاعتقاد کا جواب نہین لکھا ہے بلکہ اس کا جواب کوئی غالی
نہین لکھ سکتا ہی تاہم آپنے مسئلہ مطلق مساواۃ کو اس عنوان سے ظاہر کیا ہے
کہ ایک درجہ بھی رسول اللہ کے لیے مستثنے نہین کیا گیا ہے میرے نزدیک آپکی
تصنیف مین ایسا رسالہ ناممکن ہے۔ مگر عالم ربانی متکلم لاثانی فلسفی زمن مولانا
السید ظہور الحسن صاحب قبلہ نے بمواجہہ جناب مولانا السید محمد عمید صاحب
مدرس ناظمیہ و دیگر افاضل طلبہ کے خیر الاعتقاد کی مذمت اور نجم الاعتقاد کی
مدح فرمائی ہے۔ مین چند حضرات کو گواہی مین پیش کر سکتا ہون کہ عالم ممدوح
نے میرے رسالہ کو اپنے مذہب کے مطابق اور خیر الاعتقاد کو باطل کی اشاعت
کنندہ بتایا ہی ایک کتاب رد مساواۃ مین تالیف کی ہی جو عنقریب
شایع ہوکر باطل کے پردے کو چاک کرے گی
جناب مجتہد زمن مولانا السید محمد ہادی صاحب قبلہ نے رسالہ نجم الاعتقاد کو

پسند اور خیر الاعتقاد کو ناپسند فرمایا ہی اور حاجی موصوف کو ہدایت نامہ لکھا ہی کہ خیر الاعتقاد کی اشاعت بند کر دین۔ اس خط کا جواب جو کچھ آیا ہی وہ میرے اُستاذ محترم ممدوح نے مجھے دکھایا ہے

باقی دیگر علمائے لکھنؤ کی خیر الاعتقاد کے برخلاف تحریرین در نجف جلد ہشتم نمبر ۳۱ و ۳۲ مین شایع ہو چکین حضرت مولانا نجم الملۃ دام ظلہ نے خیر الاعتقاد کو موجب اعوجاج و ضلال لکھا ہی۔ حضرت مجتہد العصر والزمن جناب مولانا السید آقا حسن صاحب قبلہ نے حضور صدر الشریعۃ کی تائید فرمائی ہی آپکی تحریر دیر مین موصول ہوئی تھی بوجہ کثرت اشغال خیر الاعتقاد کے ملاحظہ مین آپکے چند روز صرف ہوے اسلیے تمام علمار کی تحریرون کے ساتھ جناب کی تحریر شایع نہ ہو سکی لیکن وہ محفوظ ہے۔ حاجی صاحب موصوف نے حضرات علما کے سامنے جس عقیدہ کا اظہار کرکے دستخط لیے تھے جن کو آپنے خیر الاعتقاد کے صفحہ ۴۳ مین درج کیا ہے وہ خیر الاعتقاد کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ امام کی ادنی معرفت سے متعلق ہے۔ پھر آپ کو ترقی ہوئی اور امام کی اعلی معرفت حاصل ہو گئی لیکن اس عقیدہ کو کسی عالم جنیر نے امضا نہین فرمایا ہے۔ لہذا ناظرین خیر الاعتقاد کو لازم ہے کہ وہ رسالہ مذکورہ مین علما کے دستخط دیکھ کر فریفتہ نہ ہو جائین کہ اُن کا تعلق مضامین رسالہ سے بالکل نہین ہی۔ تیسری بات یہ ہی کہ مین نے جو کچھ اس رسالہ شمس الاعتقاد مین لکھا ہی اُس کی تائید مین آیات قرآنیہ، احادیث صحیحہ اقوال علمار ملت کو پیش کیا ہی۔ میرا کوئی دعوی بے دلیل نہین ہی چوتھی بات یہ ہے کہ مین غالی کو اسلام سے خارج اور عترت النبی کو اُن کے رتبہ خدادا دسے

گھٹانے والون کو مقصر اور جہنمی سمجھتا ہون،

میرا عقیدہ یہ ہو کہ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم خاتمہ الانبیاء و مرسلین ہین آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ آپ رتبۂ خداداد کے لحاظ سے کل مخلوقات سے افضل و اشرف و اکمل ہین آپ کے رتبۂ مخصوصہ مین کوئی شریک ہو نہ مساوی و مماثل ہو میرے نزدیک خدا نے ایسا عالی رتبہ کوئی پیدا نہین کیا اور نہ آئندہ خلق فرمائے گا۔ میرے عقیدہ مین آپ کل خلائق کیلیے اللہ کی طرف سے سرتاج ہین،

میرا عقیدہ ہے کہ ائمہ معصومین مین سے ہر ایک امام رسول اللہ کی امت مسلمہ مین سے افضل امت بلکہ آپ کی نیابت مین آپ کو مستثنےٰ کرتے ہوے کل خلائق سے افضل و اکمل ہو میرے عقیدہ مین حضرت ابو الائمہ یعنی حضرت امیر المومنین مولانا علی بن ابی طالب روحی لہ الفداء رسول اللہ کے بعد پھر میرے کل ائمہ اپنے اپنے زمانہ امامت مین بمقابلہ مخلوقات الٰہی خدا کی طرف سے وہی اقتدار رکھتے تھے جو ان پر اور کل خلائق پر رسول اللہ کو خدا کی طرف سے حاصل تھا مین رتبہ کے لحاظ سے امیر المومنین کو دیگر ائمہ سے افضل جانتا ہون۔ میرے عقیدہ مین چودہ معصوم نور و طینت و عصمت و فضائل و مناقب مین مساوی و شریک تھے لیکن رسول اللہ اصل تھے یہی مطلق مساوات ہو چونکہ یہ یہ اصطلاح جدید ہے متقدمین و متاخرین کی کتابون مین یہ اصطلاح نہین دیکھی گئی تھی اس لیے نجم الاعتقادین یہ لفظ نہین لکھا گیا تھا مگر صاحبان بصیرت کے لیے اسکے معنی میرے رسالہ مین موجود ہین،

یہ میرا اجمالی عقیدہ ہے اسی کی مین اس رسالہ مین تفصیل کرون گا جو شخص اسکے خلاف عقیدہ کو میری طرف نسبت دے خدا کی اسپر لعنت اور دونون جہان مین اسکی رسوائی و ذلت ہوگی۔ واللہ عزیز ذو انتقام

پانچوین بات یہ ہے کہ میرے اس رسالہ کا ماخذ مندرجہ ذیل کتابین ہین افضل الکتب قران مجید۔ اصول کافی۔ مراۃ العقول۔ بحار الانوار۔ غایۃ المرام الشافی۔ نہج البلاغۃ۔ صحیفہ کاملہ۔ اعلام الوری۔ احتجاج طبرسی۔ مجمع البیان عیون الاخبار۔ مجالس الانوار۔ انوار نعمانیہ۔ الحق الیقین۔ منہاج النجاۃ۔ شرح لمعہ عقائد الاسلام۔ ہدایۃ المومنین۔ کتاب الغیبۃ۔ حدیقہ سلطانیہ۔ صوارم الٰہیات تفسیر بیان السعادۃ۔

اس تمہید کے بعد اللہ پر توکل کرکے اس کی رضا کا طالب ہوکر صرف احقاق حق کی نیت سے نہ کسی کی دل آزاری کی خاطر نہ اپنی شہرت کی غرض سے دونون سوالون کا برہانی جواب دیکر اس بحث کا اپنے لیے دروازہ بند کرکے ناظرین سے انصاف کا مستدعی ہوکر درگاہ الٰہی مین معافی مغفرت کا طالب ہون۔ ومن یغفر الذنوب الا اللہ۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم؛

پہلا سوال کیا فرماتے ہین علمائے ملت اس مسئلہ مین کہ حضرات ائمہ معصومین کو درجہ ختم نبوت پر فائز جاننا اور کمالات ختم نبوت سے ان حضرات کو متصف سمجھنا اور رتبہ مین مساوی جناب رسالتمآب جاننا کیسا عقیدہ ہے؛

دوسرا سوال جو شخص جناب خاتم الانبیاء کو ساری مخلوق سے افضل نہ جانے بلکہ رتبہ مین مساواۃ نبی و ائمہ کا معتقد ہو وہ مومن ہے یا دائرہ اسلام سے خارج ہے؛

اول کے ساتھ جواب عنایت ہو۔ السائل محمد عزیز الحسنین بدایونی ہیڈ مولوی مشن اسکول متھرا۔

الجواب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، امابعد درجۂ ختم نبوت پر ائمہ طاہرین کو فائز جاننا اور کمالات مخصوصہ ختم نبوت سے ان حضرات کو متصف ماننا اور خاتم الانبیاء کے رتبۂ خاص میں ان حضرات کو مساوی بلکہ شریک سمجھنا قطعاً باطل بلکہ بیدینی وگمراہی کا موجب ہے اس لیے کہ رتبۂ فاتحیت واولیت اور مرتبۂ خاتمیت وافضلیت عامۂ مطلقہ صرف جناب خاتم الانبیاء کے لیے درگاہ احدیت سے مخصوص ہوچکا ہے اس درجہ میں آنجناب کا نہ کوئی شریک وسہیم ہے اور نہ کوئی مساوی ومماثل

خداوند عالم نے کل مخلوقات سے پہلے ایک نور (جوہر لطیف) خلق فرمایا تھا اس نور سے اول جناب رسالتمآب کو پھر اس سے جناب امیر المومنین اور جناب سیدہ اور دیگر ائمہ طاہرین کو پیدا کیا۔ اس ترتیب خلقی ونوری پر احادیث کثیرہ دلالت کرتی ہیں ان میں سے چند حدیثیں بطور نمونہ اثبات مدعا کیلیے لکھی جاتی ہیں۔ غایۃ المرام صفحہ۔ ابن امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک طولانی حدیث منقول ہے جسمیں یہ بھی ہے خدائے عزوجل نے جناب رسالتمآب ص سے ارشاد فرمایا تھا۔

یا محمد انت حبیبی وخلیلی وصفیی وخیرتی من خلقی واحب الخلق الی واول من ابتدات من خلقی ثم	اے محمدؐ تم میرے حبیب وخلیل ہو اور میرے برگزیدہ اور میری خلقت میں سے میری منتخب ہو اور ساری مخلوق سے میرے لیے زیادہ محبوب ہو میں نے تم ہی سے اپنی

بجدك الصديق علي بن ابيطالب	مخلوق کی ابتدا کی ہے پھر تمہارے بعد اپنے صدیق
اميرالمومنين وصيك وبه	علی ابن ابی طالب امیرالمومنین کو پیدا کیا جو تمہارے
ايدتك ونصرتك وجعلته العروة	وصی ہیں میں نے ان کے ذریعہ سے تمہاری تائید
الوثقى ونور اوليائي ومنار الهدى	اور نصرت کی ہے اور ان کو دستاویز محکم اور اپنے اولیا کیلیے
ثم هولاء الهداة المهديين الخ	نور اور ہدایت کا ستون بنایا ہے پھر ان ہادیوں کو جو ہدایت یافتہ ہیں پیدا کیا ہے

کتاب مذکور کے صفحہ ۱۲ میں ابن عباس رض سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب ص نے فرمایا تھا۔

خلق نورا فقسمه نصفين	خدا نے ایک نور پیدا کر کے اسکے دو حصے کیے
فخلقني من نصفه وخلق عليا ع	پس پہلے حصے سے مجھ کو اور دوسرے حصے سے علی کو
من النصف الاخر قبل	تمام چیزوں سے پہلے خلق فرمایا
الاشياء كلها الخ	

کتاب مذکور کے صفحہ ۱۳ میں امام حسن ع سے منقول ہے۔

سمعت جدي رسول الله	میں نے اپنے نانا رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا
يقول خلقت من نور الله	کہ میں خدائے عز وجل کے نور سے مخلوق
عز وجل وخلق اهل بيتي	ہوا ہوں اور میرے اہلبیت میرے نور سے
من نوري الخ	پیدا کیے گئے ہیں۔

بحار الانوار جلد ہفتم صفحہ ۱۸ میں ہے جناب رسالتمآب ص نے حضرت سلمان سے اپنے اوصیاء کے نام ارشاد فرمائے اور اسی حدیث میں یہ بھی فرمایا تھا۔

یا سلمان خلقنی اللہ من صفاء
نورہ فدعانی فاطعتہ
وخلق من نوری علیاً فدعاہ
الی طاعتہ فاطاعہ الخ

اے سلمان خدا نے مجھ کو اپنے صفاء نور سے پیدا کر کے اپنی
طاعت کی مجھے دعوت دی پس مین نے اسکی اطاعت
کی اور اس نے میرے نور سے علی کو پیدا کر کے اپنی طاعت
کی انکو دعوت دی انھون نے بھی اسکی اطاعت کی

نیز کتاب مذکور کے اسی صفحہ مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے

قال ان اللہ خلق محمداً من طینۃ
من جوہرۃ تحت العرش
وانہ کان لطینتہ نضح فجبل طینۃ
امیر المومنین من نضح طینۃ
رسول اللہ وکان لطینۃ امیر المومنین
نضح فجبل طینتنا من فضل طینۃ
امیر المومنین الخ

خدا نے زیر عرش ایک طینت یعنی جوہر سے رسول اللہ
کو خلق فرمایا۔ اُن جناب کی طینت مین ایک
رطوبت تھی پس طینت رسول کی رطوبت سے
امیر المومنین کی طینت پیدا کی گئی اور طینت
امیر المومنین مین بھی ایک رطوبت تھی۔
پس ہماری طینت بقیہ طینت امیر المومنین سے
مخلوق ہوئی۔

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ عالم طینت مین بھی رسول اللہ کی خلقت
مقدم تھی۔ کتاب مذکور صفحہ ۱۸۵ مین ہے جناب سید عالم نے ارشاد فرمایا تھا،،

اوّل ما خلق اللہ نوری ابتدعہ
من نورہ واشتقہ من جلالہ
وعظمتہ فاقبل یطوف بالقدرۃ
حتی وصل الی جلال العظمۃ
فی ثمانین الف سنۃ ثم

سب سے پہلے جو چیز خدا نے خلق فرمائی وہ میرا
نور تھا جسکو اسنے اپنے نور سے ایجاد اور اپنے
جلال وعظمت سے مشتق کیا تھا پس وہ نور خدا کی قدرت
سے طواف کرنے لگا تا اینکہ اسی ہزار برس مین
جلال عظمت وا صل ہو گیا پھر اُس نے خدا کے لیے

سجد لله تعظیماً فخلق منه نور علی ع آلخ

سجدہ تعظیمی ادا کیا پھر خدا نے اس سے نور علی ع کو شگافتہ فرمایا۔

نہج البلاغۃ کے ایک خطبہ مین ہی حضرت امیر المومنین نے ارشاد فرمایا تھا،

اجعل شرائف صلواتك ونوامی برکاتك علی محمد عبدك ورسولك الخاتم لما سبق والفاتح لما انغلق

خدایا تو اپنی بہتر رحمتین اور بڑھنے والی برکتین اپنے بندہ اور رسول جناب محمدؐ پر نازل فرما جو گذشتہ (رسولون) کے خاتم اور مخزون پوشیدہ چیزون کے (دنیا کے) فاتح ہین

بحار جلد ششم باب خصائص النبی ہی امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تھا

ما بعث الله نبیاً اکرم من محمدؐ ولا خلق الله احداً قبله

خدا نے کسی نبی کو جناب محمدؐ سے زیادہ عالی مرتبہ اور آنحضرت سے پہلے کسی کو پیدا نہین کیا۔

اس حدیث کی توضیح مین علامہ مجلسی نے لکھا ہے وهو اول المخلوقات کما مرت الاخبار الکثیرۃ فی ذالك یعنی جناب سید عالم اول مخلوقات ہین جیسا کہ احادیث کثیرہ اس مضمون کی گذر گئین - انوار نعمانیہ صفحہ مین علامہ نعمۃ الله رہ نے اُن سب چیزون کو لکھا ہی جن کے لیے احادیث مین لفظ اوّل خلق وارد ہوا ہی اُسکے بعد تحریر فرمایا ہے۔

اما الاخبار الواردۃ باولیۃ النور ونوری وروحی فهی واحدۃ وهی عبارۃ عن نورہ وهو اول مخلوق علی الاولیۃ الحقیقیۃ لیس فیه للاضافۃ مدخل

جن احادیث مین اول ما خلق الله النور یا نوری یا روحی ہی تو اُن سے مراد ایک ہی چیز ہے یعنی رسول اللہؐ کا نور مراد ہی جو حقیقتاً پہلی مخلوق ہی اسکی اولیت مین اضافت

بوجد من الوجوہ لانہ قد استفاض فی الاخبار ان نورہ افرزہ سبحانہ من نورہ وافرز من ذالک المنور انوار الائمۃ

ونسبت کو کسی طرح دخل نہین ہے اسلیے کہ احادیث مستفیضہ مین ہے کہ اللہ نے اپنے نور سے جناب رسول خدا کے نور کو پھر اس نور سے انوار ائمہ کو جدا کیا تھا۔

علامہ فخر الاسلام مولف انیس الاعلام نے بیان الحق صفحہ ۶۸ مین لکھا ہے

"اینکہ آنحضرت صلعم خلق اول وشخص اول عالم امکان است واین از ضروریات ولیہ اسلام است ومنکر او خارج از دین است الخ

مین کہتا ہون حضور سید عالم کا مخلوق اول ہونا بدیہی ہے جس کا منکر بدین ہے پس جبکہ خدا نے آپ کو سارے عالم سے پہلے خلق فرمایا تھا تو آپ کا ہر حیثیت سے افضل واکمل ہونا ضروری ہوا اسلیے کہ اول مخلوق کا اکمل ہونا لازم ہے ورنہ اول مخلوق کے ناقص اور جمیع کمالات سے غیر متصف ماننے کی صورت مین خدا کی طرف نقصان عاید ہوگا کہ وہ کیسا قادر ہے کہ اس نے سب سے پہلے جو چیز بنائی وہ ناقص وعیب ناک پیدا ہوئی۔ اسکی قدرت کی طرف ایسی بیہودہ بات کا انتساب جائز نہین ہے لہذا اول مخلوق الٰہی کو اکمل ماننا پڑیگا۔ یہ ایسا عظیم الشان مسئلہ ہے کہ فلاسفہ یونان بھی متفق الکلمہ ہوکر اول مخلوق کی اکملیت کے قائل تھے

پس جبکہ آنحضرت صلعم اول مخلوق تھے تو خدا نے آپ کو وہ رتبۂ عالی عطا فرمایا جو صرف ایک ہی شخص کے لیے ہوسکتا ہے اسمین شرکت بداہۃً محال ہے نہ اس رتبہ کا انتقال ممکن ہے۔ نہ اُس سے بہتر اور افضل کوئی دوسرا مرتبہ ہوسکتا ہے وہ عہدۂ خاتمیت ہے جسکی وجہ سے آنحضرت صلعم کل مخلوقات الٰہی کے سردار وحاکم

وا ولی متصرف علی الاطلاق قرار پائے اور ظاہر ہے کہ خاتم الانبیاء اور کل مخلوقات پر حجۃ اللہ جسکی ماتحتی سے کوئی فرد مخلوق مستثنیٰ نہ ہو صرف ایک ہی شخص ہو سکتا تھا اور وہ حضور سید عالم قرار پائے جبکہ عہدۂ خاتمیت صرف آپکے لیے مخصوص ہو چکا تو اس عہدہ کے لوازم خاصہ اور کمالات مخصوصہ بھی فقط آنجناب کے لیے مخصوص منصوص ہوں گے،

آنحضرت صلعم کے اول مخلوق ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آنحضرت نے سب سے پہلے خدا کی الوہیت و ربوبیت کا اقرار کیا تھا جیسا کہ بحار الانوار جلد ششم صفحہ ۵ مین ہے،

قال ابو عبد اللہ اول من سبق من الرسل الی بلی رسول اللہ و ذالک انہ کان اقرب الخلق الی اللہ منزلۃً و ... الیہ

امام جعفر صادق ع نے فرمایا رسولون مین سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلعم نے ربوبیت خدا کے اقرار کرنے مین سبقت فرمائی سبب اس کا یہ تھا کہ خدائے تعالیٰ کی مخلوق مین آنحضرت صلعم سب سے (اول) اقرب تھے۔

مراۃ العقول کتاب الحجۃ صفحہ ۳۵۵ مین ہے،

قیل لرسول اللہ ص بای شیٔ سبقت الانبیاء ع و انت بعثت آخرھم و خاتمھم قال انی کنت اول من آمن بربی و اول من اجاب حین

رسول اللہ سے عرض کیا گیا کس سبب سے آپکو تمام انبیاء پر سبقت حاصل ہوئی درآنحالیکہ آپ سب کے آخر مین اور خاتم پر مبعوث ہوئے فرمایا مین ایمان لانیوالون مین سب سے پہلے اپنے رب پر ایمان لایا تھا جبکہ خدا نے کل نبیون نے

اخذ اللہ میثاق النبیین
عہد لیا تھا تو مین نے سب کے پہلے قبول کیا۔

صوارم الہیات صفحہ ۵ مین جناب مولانا السید دلدار علی صاحب اعلی اللہ مقامہ نے تحریر فرمایا ہے۔ ''وہمچنین نگاہ کن بطرف جناب سید المرسلین کہ بالاتفاق افضل و اکمل خلائق ہست،

درجہ نبوت خاتمیہ | وہ درجہ رفیعہ ہے جو حضور سید عالم کے لیے درگاہ الٰہی سے خاص ہو چکا ہے لہذا حضرات ائمہ طاہرین مین سے کسی امام کے لیے اس درجہ مین کوئی حصہ نہین ہے اور نہ ان حضرات مین سے کوئی بھی نبی خاتم ہونیکی صلاحیت و قابلیت پر فائز تھا۔ پہلی وجہ اسکی وہی ہے کہ یہ عہدہ صرف ایک ہی شخص کیلیے ممکن تھا تو وہ اول مخلوق اور سابق الاقرار نبی کو مل چکا اب دوسرے کے لیے باب امکان و صلاحیت بند ہو گیا۔

عقائد الاسلام صفحہ ۸۵ مین مقدس اردبیلی رحمہ اللہ نے لکھا ہے ''ازین دلائل ثابت شد کہ آنحضرت پیغمبر بر حق بلکہ خاتم انبیا مطلق است''

علامہ مجلسی رح نے الحق الیقین صفحہ ۱۶ مین لکھا ہے ''حضرت رسالت کہ خاتم پیغمبران است بعد از و امید بعثت پیغمبر نیست۔

دوسری وجہ احادیث کثیرہ ہین جو دلالت کرتی ہین کہ حضرات ائمہ کیلیے نبوت خاتمیہ مین کوئی حصہ نہ تھا منجملہ اُن کے حدیث رمانتین ہے جو اصول کافی کتاب الحجۃ مین امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔ وہ یہ ہے۔

قال انزل جبرئیل علی رسول اللہ	امام نے فرمایا جبرئیل امین رسول اللہ کی
برمانتین من الجنۃ	خدمت مین دو انار جنت سے لائے اور دونون

فاعطاه ایاهما فاکل واحدة	آنجناب کو دیدیے بس آپنے ایک نوش فرمایا
وکسر الاخری بنصفین	اور دوسرے انار کے دو حصے کرکے ایک حضرت
فاعطی علیاً نصفها فاکلها	علیؑ کو عطا فرمایا۔ وہ اُن حضرت نے تناول کرلیا
فقال یا علی اما الرمانة	پھر رسول اللہؐ نے فرمایا اے علیؑ جو انار حضرت
الاولی التی اکلتها فالنبوة لیس	مین نے کھایا ہی وہ نبوت (خاتمیة) ہی اسمین تمھارے
لك فیها شیئ واما الاخری	لیے کچھ بھی نہین ہی لیکن دوسرا انار پس وہ
فهو العلم فانت شریکی فیه	علم ہی اسمین تم میرے شریک ہو۔

یہ حدیث اصول کافی مین تین طریقون سے منقول ہی

نیز حضور سید عالمؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا تھا لا تصلح النبوة الالی ولا الوصیة الا لك یعنی میرے سو نبوت (خاتمیت) کی صلاحیت کسی مین نہین ہی اور وصی ہونے کے قابل تمھارے سوا کوئی نہین ہی۔

حضرات ائمہؑ کے نبوت کے ساتھ متصف نہ ہونے کے متعلق اتنی کثرت سے حدیثین بحار الانوار وغیرہ مین منقول ہین جن کا احصا اس رسالہ مین دشوار ہی یہ ایسا مسئلہ ہی جسپر کل اہل اسلام کا اتفاق ہی یہانتک کہ یہ مسئلہ ضروریات اسلام مین شمار ہی جسکا منکر بیدین و گمراہ ہی؛

علاوہ اسکے یہ امر مسلم ہی کہ نبوت کا عطا کرنا صرف خدا کے اختیار مین ہے بندون کو نبی مقرر کرنے کا کوئی حق اور منصب نہین ہی جیسا کہ خدا نے قرآن مین فرمایا ہے ما کان لهم الخیرة اور خدا ہی منزل نبوت کو خوب جانتا ہے جیسا کہ قرآن مین ارشاد ہوا ہی اللہ اعلم حیث یجعل رسالته پس

جبکہ خدا نے حضور سید عالم کو نبوت خاتمیہ کا منصب عطا کر کے آپ کے بعد دروازہ نبوت مطلقہ بند کر دیا ہو اور یہ رتبہ خاتمیت خدا نے حضرات ائمہ علیہم السلام کو عطا نہین فرمایا ہو تو کوئی وجہ نہین ہو کہ درجہ ختم نبوت مین حضرات ائمہ کو جناب خاتم الانبیاء کا مساوی و مماثل سمجھا جائے۔ اور کمالات ختم نبوت سے اُن بزرگوار کو متصف مانا جائے۔

ہمنے مانا کہ بعض احادیث مین لو کان من بعدی نبیا لکان علیاً وارد ہوا ہو یعنی جناب سید عالم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو علیؑ ہوتے اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ جناب امیر مین نبی ہونے کی استعداد و قابلیت موجود تھی۔ مطلق نبی کے لیے جن اوصاف و کمالات کی ضرورت ہوتی ہو وہ آپ مین متحقق تھے۔ مگر مشیت و مصلحت الٰہیہ کا تقاضا یہی تھا کہ نبوت مطلقہ کا خاتمہ جناب سید عالم قرار پائین چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لیکن غرض تو یہ ہو کہ جناب امیر المومنین مین نبوت خاتمیہ کی صلاحیت و قابلیت کہان سے بتائی جاتی ہے اور یہ درجہ اُن جناب کو کیسے دیا جاتا ہو اور اسکے کمالات مخصوصہ کے ساتھ اُن حضرت کا اتصاف کیونکر مانا جاتا ہو درآنحالیکہ یہ عہدہ صرف ایک ہی شخص کو مل سکتا تھا اور اس درجہ پر فقط ایک ہی شخص فائز ہو سکتا تھا۔ اُسکے کمالات مخصوصہ بس اسی شخص کی ذات مین منحصر رہنے والے تھے جو اس عہدہ پر فائز ہو۔ پس جبکہ سید عالم اس عہدہ کے لیے عالم نور ہی مین نامزد اور مرتبہ نبوت مطلقہ پر فائز ہو چکے تھے تو کسی دوسرے شخص مین نبوت خاتمیہ کی صلاحیت کہان رہی لہذا اس نبوت کے اوصاف و کمالات بھی آپ ہی

کے لیے مخصوص رہین گے۔ انمین آپکا نہ کوئی شریک ہوسکتا ہی نہ مساوی،
امامت مطلقہ۔ نبوت مطلقہ۔ شہادت فی سبیل اللہ یہ چیزین اور یہ درجے
ایسے نہین ہین کہ صرف ایک ہی شخص کے ساتھ مخصوص ہوسکین ان درجون مین
مساواۃ بھی ہوسکتی ہی اور شرکت بھی لیکن نبوت خاتمیہ ایسی نہین ہے جو ایک شخص
کے علاوہ دوسرے کو بھی مل سکے لہذا درجۂ ختم نبوت اور درجۂ کمالات ختم نبوت
مین مساواۃ نبی وائمہ فرض کر کے درجۂ شہادت کو مثال مین پیش کرنا قیاس
مع الفارق اور کھلی ہوئی غلطی ہی اسیطرح درجات میراث سے تطبیق کرنا بھی غلطی ہے
کہ ان درجون مین بھی شرکت و مساواۃ ہوسکتی ہی مگر نبوت خاتمیہ مین یہ دونون باتین
محال ہین افہام مطلب کے لیے نبوتِ خاتمیہ کی نظیر توحید باری ہی کہ جس طرح
وحدانیت صرف ذات صمدی مین منحصر ہے اور جسطرح صفات ذاتیہ صرف
خلاق عالم کے لیے مخصوص ہین اسی طرح نبوت خاتمیہ صرف ذات محمدی کے لیے
مخصوص ہی جو اول مخلوقات باری ہی اور اقرار ربوبیت مین سابق بھی ہی اور
بلا واسطہ محبوبیت مین متفرد بھی ہی، اسی طرح اس نبوت کے کمالات مختصہ بھی صرف
آپ ہی کے لیے مخصوص ہین۔

بحار الانوار جلد ششم باب فی معنی کو نہ یتیما مین ہی کہ امام جعفر صادق
علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ حضور سید عالم کا فرزند کیون زندہ نہ رہا
تو آپنے فرمایا

لان اللہ عز وجل خلق محمدؐ انبیا و علیاؑ وصیا فلو کان

وجہ اسکی یہ ہی کہ خداے عز وجل نے جناب محمد مصطفیٰؐ کو نبی اور حضرت علی مرتضیٰؑ کو وصی پیدا کیا تھا

لرسول اللہ ولد من بعدہ لکان	پس اگر رسول اللہ کا بیٹا ان جناب کے بعد زندہ
اولیٰ برسول اللہ من امیر المومنین	رہتا تو وہی رسول اللہ کا وارث اور امیر المومنین
فکانت لاتثبت وصیۃ	سے مقدم ہوتا۔ پس حضرت امیر المومنین کی وصایت
امیر المومنین	ثابت نہ ہوتی۔

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جناب رسالتمآبؐ کو خدا نے نبوت کے لیے اور امیر المومنین کو وصایت کے لیے ہی پیدا کیا تھا۔ پس جبکہ حضرت مولانا علی مرتضیٰؑ نبوت کیواسطے مخلوق نہیں ہوئے تو اُن جناب کو نبوت خاتمیہ کے درجہ میں مساوی یا شریک خاتم الانبیاء ماننا اور کمالات ختم نبوت سے آپ کو متصف سمجھنا قطعاً باطل ہے۔ بحار الانوار جلد و باب مذکور میں ہے ابن عباس سے قول باری المجید الم یجدک یتیما فآوی کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب دیا تھا۔

انما سمی یتیما لانہ لم یکن لہ	رسول اللہؐ کا نام یتیم اسلیے رکھا گیا کہ آپکی
نظیر علیٰ وجہ الارض من	نظیر اولین و آخرین میں سے کوئی روئے زمین
الاولین والآخرین	نہیں ہے۔

ابن عباس کی گواہی سے ثابت ہو گیا کہ حضور سید عالم کی نظیر کوئی نہیں ہے جسکو آپ کے کمالات مختصہ یا رتبہ مخصوصہ میں مساوی یا شریک کہا جائے۔

جناب سرور کائنات کے بعد دروازۂ نبوت کے بند ہو جانے سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ائمہ معصومین نبوت مطلقہ کے رتبہ جلیلہ سے محروم رہ گئے۔ لہٰذا ان کا رتبہ انبیاء سابقین سے اشرف نہیں ہو سکتا۔ میں کہتا ہوں کہ نبوت کے نہ ملنے سے آنحضرت کا مرتبہ پست نہیں ہو سکتا اس لیے کہ خدا نے ان ذوات قدسیہ

وہ رتبہ دیا ہی جو نبوت مطلقہ سے کہین بالاتر ہے وہ ولایت عامہ ہی جس کا پایہ اتنا بلند ہی کہ جناب سید عالم کے سوا کل مخلوقات الٰہی اس کے زیر نگین ہی - جو اقتدار حضور ختمی منزلت کو درگاہ احدیت سے موجودات عالم کے مقابلہ مین مرحمت ہوا تھا وہی اعزاز حضرت امیر المومنین ع کو آن جناب کی نیابت کلیہ مطلقہ مین نفس رسول ہونے کی وجہ سے خدا نے عطا فرمایا - نیز انبیاء سابقین کی نبوت کے ماتحت یہ حضرات نہین ہین پھر کس لیے اُن سے افضل نہین ہو سکتے درانحالیکہ تمام انبیاء سابقین ولایت ائمہ طاہرین کے ماتحت ہین علاوہ اسکے انبیاء سابقین کی نبوت محدود تھی اُن کے علوم بھی محدود تھے لیکن حضرات ائمہ معصومین کے علوم کی حد بندی بشری طاقت سے خارج ہی صرف انکا معلم اُنکے دریاے علم کی گہرائی سے آگاہ ہی اور ظاہر ہی یہ کہ علم کی زیادتی علو منزلت کا باعث ہوتی ہی کہ آدم صفی اللہ کو فرشتون پر اسی علم نے فضیلت دی تھی لہذا ان حضرات کیلئے زیادتی علم ازدیاد مراتب کی باعث ہوگی نیز ان حضرات کی ولایت کا اقرار کل انبیاء سابقین سے لیا گیا تھا - الغرض یہ بزرگوار کل نبیون سے افضل ہین - صرف نبوت خاتمیہ اُن کے رتبہ سے بالاتر ہے جو افضل خلائق کے لیے مخصوص ہو چکی ہی -

کمالات ختم نبوت سے حضرات ائمہ طاہرین کے متصف ہونیکی وجوہ

ہم اس جگہ بطور نمونہ نبوت خاتمیہ کے چند کمالات مخصوصہ لکھتے ہین جن سے ناظرین پر واضح ہو جائیگا کہ حضرات ائمہ کو ان کمالات سے متصف ماننا اسلامی عقیدہ کے خلاف ہے ناظرین بابصیرت انصاف سے غور فرمائین

نبوت خاتمیہ کا ایک کمال یہ ہی کہ اس کا اقرار ساری خلقت پر لازم ہے

حضرات ائمہ اس اقرار سے مستثنی نہیں ہوئے کہ آنجناب کا اصطفار کل مخلوقات پر ہوا تھا جیسا کہ خود آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا واصطفانی علی البریۃ

نیز بحارالانوار جلد ششم صفحہ ۵۵ میں ایک حدیث کے ذیل میں ارشاد ہوا ہے۔

ونظر آدم الی طائفۃ من
ذریتہ یتلالؤ نورھم فقال
آدم ما ھؤلاء فقال ھؤلاء
الانبیاء من ذریتک فقال
یا رب ما بال نور ھذا الاخیر
ساطعا علی نورھم جمیعا قال
لفضلہ علیھم جمیعا قال من
ھذا النبی یا رب وما اسمہ
قال ھذا احمد صلعم نبیی ورسولی
وامینی ونجیبی ونجیی وخیرتی و
صفوتی وخالصتی وحبیبی
وخلیلی واکرم خلقی علی
واحبھم الی وآثرھم عندی
واقربھم منی واعرفھم لی
وارجحھم علما وایمانا ویقینا

اور آدم نے اپنی ذریت میں سے ایک
جماعت کو دیکھا جن کا نور چمک رہا تھا۔
آدم نے پوچھا یہ کون ہیں۔ خدا نے فرمایا
یہ تمھاری ذریت میں سے انبیا ہیں آدم ع
نے عرض کیا اے میرے رب اس آخر والے
نور کی شان کیسی ہے جو سب کے انوار پر چمک میں
غالب ہو۔ خدا نے فرمایا یہ سب سے افضل ہے۔
آدم نے پوچھا اے میرے رب یہ نبی کون ہو اور
اس کا نام کیا ہو۔ فرمایا یہ محمد صلعم میرا نبی اور میرا
رسول اور میرا امین اور میرا برگزیدہ اور میرا منتخب
اور میرا خالص ہو اور میری مخلوق میں میرے نزدیک سب سے
بزرگتر ہو۔ اور ان سب سے زیادہ محبوب ہو اور ان
سب سے مقدم تر ہے اور یہ نسبت سب کے مجھ سے
قریب تر ہو۔ اور سب سے زیادہ میرا عارف ہو اور سب سے
زیادہ اس کا پلہ بھاری ہو علم میں اور حلم میں ایمان میں۔

وصدقا وبرا وعفافا وعبادة وخشوعا وورعا وسلما واسلاما اخذت له میثاق حملة عرشی فما دونهم من خلائقی فی السموات والارض بالایمان به والاقرار بنبوته فآمن به یا آدم تزدد منی قربة ومنزلة وفضلا ونورا ووقارا فقال آمنت بالله ورسوله الخ۔

ایمان مین اور یقین مین اور صدق مین اور نیکی مین اور عفت مین اور عبادات مین اور خشوع مین اور پرہیزگاری اور صلح مین اور اطاعت مین اسکے لیے مینے حاملان عرش سے اور اُن کے سوا اپنی کل مخلوقات سے جو آسمانون اور زمینون مین ہی عہد لے لیا کہ اسپر ایمان لائین اور اُسکی نبوت کا اقرار کرین پس اے آدم تم بھی اُسپر ایمان لاؤ کہ مجھ سے تمہارا تقرب زیادہ ہو اور منزلت اور فضیلت اور نور اور مرتبہ بڑھے آدم نے عرض کیا مین خدا اور اُسکے رسول پر ایمان لایا۔

اس حدیث مبارک سے ہمارے مدعا کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جو صفات خداوند عالم نے اپنے رسول خاتم کے بیان فرمائے ہین ان مین وہ جناب بیش خدا ساری مخلوق پر جن مین ائمہ طاہرین بھی داخل و شامل ہین افضلیت رکھتے ہین۔

ہمارا عقیدہ ہی کہ امور مذکورہ مین سے نبوت و رسالت اور خصائص آنحضرت کو مستثنیٰ کرکے باقی صفات مین بعد رسول حضرات ائمہ طاہرین کی وہی شان نظر آتی ہی جو رسول اللہ کی تھی اور باستثنائے ختمی منزلت یہ حضرات بیش خدا ساری مخلوقات مین گرامی تر ہین لیکن اس کا مطلب یہ نہین ہی کہ رسول اللہ کے رتبہ خدا داد مین ان حضرات کو شرکت مساوات حاصل تھی یا یہ حضرات ان جناب کے بالکل ہم پلہ تھے جیسا کہ غالیون کا عقیدہ واہیہ ہی نیز بمصداق آیہ وجاء رسول اللہ

الا رحمۃ للعلمین رسول خاتم اور خدا کی رحمت مجسم کے زیر نگین ساری خلقت الٰہیہ ہے ایک فرد مخلوق بھی آپ کی ماتحتی سے جدا نہیں ہے۔ پس یہ کمال اس شرط سے کہ ایک مخلوق بھی ماتحتی سے الگ نہ ہو حضرات ائمہ کے لیے ممکن نہین ہے ورنہ افضل خلائق رسول کا ائمہ کی ماتحتی مین ہونا لازم آے گا جس کی وجہ سے حضرات ائمہ بہ نسبت رسول اللہ کے افضل قرار پائین گے حالانکہ یہ عقلاً و نقلاً محال ہے اور یہی عقیدہ اسلام کے خلاف ہے جو یقیناً موجب کفر ہے،

نبوت خاتمیہ کا دوسرا کمال یہ ہے کہ اس نبوت پر تمام جن و انس اور ملائکہ اور انبیاء اور اوصیاء اور ائمہ طاہرین پر ایمان لانا فرض تھا آیہ میثاق واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الخ اور آیہ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا وغیرہ ہمارے دعوی کی براہین دامغہ ہین۔ حضرت امیر المومنین کو اسی نبوت کی تصدیق سے صدیق اکبر کا درگاہ نبوی سے خطاب ملا تھا۔ پس جبکہ حضرات ائمہ کو اس نبوت جلیلہ پر ایمان لانا فرض عین ہو تو اُسکے کمالات سے یہ حضرات کیونکر متصف ہوسکتے ہین اور کیونکر رسول اللہ کے مساوی و ہم پلہ متصور ہوسکتے ہین۔ بحار الانوار جلد ششم صفحہ ۵ مین ہے۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا۔

الا انی عبد اللہ واخو رسولہ وصدیقہ الاول وقد صدقتہ وادم بین الروح

آگاہ ہوجاؤ مین خدا کا بندہ اور رسول اللہ کا برادر ہون مین اُن جناب کا صدیق اول ہون مین نے اُس زمانہ مین رسول اللہ کی تصدیق کی تھی کہ حضرت

والجسد ثم انی صدیقه الاول — آدم پیدا نہین ہوئے تھے پھر مین اُن حضرت کا برحق

فی امتکم حقا فنحن الاولون — پہلا تصدیق کنندہ ہون تمھاری اُمت مین پس ہم

ونحن الاخرون — صدیق اول ہین اور ہم ہی صدیق آخر ہین؛

نبوت خاتمیہ کا تیسرا کمال یہ ہے کہ حضور سید عالم قبل خلقت ظاہری بھی نبی تھے جیسا کہ رسول اللہ کی مشہور حدیث کنت نبیا و آدم بین الماء والطین سے ثابت ہوتا ہے۔ نیز بحار الانوار جلد ششم صفحہ ۵ مین مفضل بن عمر سے منقول ہے کہ صادق آل محمد نے فرمایا تھا۔

یا مفضل اما علمت ان الله تبارک وتعالی بعث رسول الله وهو روح الی الانبیاء وهم ارواح قبل خلق الخلق بالف عام قلت بلی قال اما علمت انه دعاهم الی توحید الله و طاعته واتباع امره ووعدهم الجنة علی ذالک الخ

اے مفضل کیا تم کو علم نہین ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے رسول اللہ کو عالم روح مین کل انبیاء پر مبعوث فرمایا تھا درآنحالیکہ یہ سب ارواح تھے دنیا کے پیدا ہونے سے ایک ہزار برس پہلے مین نے عرض کیا جی ہان۔ آپ نے فرمایا کیا تم کو علم نہین ہے کہ رسول اللہ نے کل نبیونکو توحید خدا اور اُنکی اطاعت و اتباع کی دعوت دی تھی اور اُنکے عوض مین جنت کا وعدہ کیا تھا۔

نیز بحار الانوار جلد ششم باب نادر فی اللطائف مین ہے

وان کان آدم اول الانبیاء ع فنبوة محمد اقدم منه لقوله کنت نبیا و آدم منجدل فی طینته

[illegible]

اگرچہ حضرت آدم نبیون مین اول تھے مگر رسول اللہ ص کی نبوت اُن سے مقدم تھی کہ خود آنحضرت ص نے فرمایا ہے مین نبی تھا اسوقت مین کہ آدم ع اپنی

تفسیر بیان السعادۃ صفحہ ۱۴۳ جلد دوم مین بذیل آیہ لکن رسول اللہ وخاتم النبیین یہ لکھا ہی،

ھذہ الکلمۃ للترقی عن کونہ ابا لامتہ فکانہ قال بل ھو ابا لجمیع المرسلین وامھم لانہ خاتمھم والخاتم ینبغی ان یکون محیطا بالکل ومنسوبا الی الکل نسبۃ الاب الی الاولاد	یہ کلمہ لکن ترقی کے لیے ہی اس بات کیلیے کہ وہ جناب اپنی امت کے پدر مہربان تھے گویا خدا نے فرمایا بلکہ وہ جناب کل نبیون اور انکی امتون کے باپ ہین اسلیے کہ آپ ان کے خاتمہ ہین اور خاتمہ کیلیے یہ بات ضروری ہی کہ وہ سب کو محیط ہو اور سب کی طرف منسوب ہو جسطرح باپ اپنی اولاد کی طرف منسوب ہوتا ہی۔

نیز کتاب منہاج النجاۃ صفحہ ۲۷۸ مین ہی،

وان اللہ بعثہ الی الانبیاء علیہم السلام فی الذر کما قال اللہ عزوجل ھذا نذیر من النذر الاولی فسائر الانبیاء امتہ الخ	اور خدائے عزوجل نے ان جناب کو عالم ذر مین کل انبیاء علیہم السلام پر مبعوث فرمایا تھا جیسا کہ اُس نے فرمایا ہے کہ یہ پہلی نذیرون سے ایک نذیر ہے پس کل انبیاء آنجناب کی اُمت ہین۔

جو لوگ معصومین کی طرف بعثت انبیاء کے منکر ہین۔ اور انبیاء و ملائکہ اور ائمہ طاہرین کو افضل خلائق نبی کی امت ہین سمجھنے سے کراہت کرتے ہین وہ ان شاہدون مین اور آئندہ آنے والی دلیلون مین غور کرین

نیز کتاب انوار المجالس صفحہ ۲۵ مین خوب وضاحت سے اس عقیدہ کو لکھا ہی

پیغمبر ما محمد افضل واکمل واجمل واورع واتقی وازہد واعلم واشجع واسخی وازکی از ہمہ پیغمبران بود ومبعوث بر جمیع مخلوقات حتی حیوانات وغیرہ از نباتات وگیاہات وجمادات واشجار وانہار گردیدہ وبہترین موجودین اولین وآخرین می باشد وخداوند عالم بہتر ازآنجناب خلق نفرمودہ نبوت خاتمیہ کا چوتھا کمال یہ ہے کہ حضرات ائمہ طاہرین باوجودیکہ باستثنائے سید عالم کل مخلوقات سے افضل ہین مگر آنجناب کی امت ورعایا مین سے ہین آیہ النبی اولی بالمومنین من انفسہم اس دعوے کی دلیل بین ہے پس جو شخص ان ذوات قدسیہ کو رسول اللہ کی امت مین نہ سمجھے گا تو معاذ اللہ وہ آنحضرت کو زمرۂ اہل ایمان سے خارج قرار دیگا جسکی وجہ سے وہ خود اسلام سے خارج ہوجائیگا۔ خدا اس عقیدہ باطلہ سے ہر مومن کو محفوظ رکھے۔

نیز جناب شہید ثانی علیہ الرحمہ نے شرح لمعہ کے دیباچہ مین قول مصنف وعلی آلہ لمقتدین حفظہ ما حملہ کی شرح مین تحریر فرمایا ہے۔

لا بمعنى انهم مساوون
له بذلك في الفضيلة
لاختصاصه عنهم بمزايا
اخر يصير نسبتهم اليه
كنسبة غيرهم من الرعية
اليه لانهم في وقته من
جملة رعيته

قول مصنف سے یہ توہم نہ کیا جائے کہ اسکی وجہ سے عترت کو رسول اللہ سے فضیلت مین مساوات ہوگئی کہ آنجناب دیگر فضائل خاصہ رکھتے تھے جنکے سبب سے آنحضرتؐ کو عترت سے وہ نسبت حاصل تھی جو عترت کو بمقابلہ رعایا حاصل تھی کہ عترت سے زمانۂ آنحضرت مین منجملۂ رعیت آنجناب تھی۔

شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے ہدایۃ المومنین صفحہ۱۰ مین تحریر فرمایا ہے،

کان نبینا نبیا علی نفسہ قبل البعثۃ وبعدہ رسول الی کافۃ الناس۔

ہمارے نبی قبل بعثت اپنے لیے نبی تھے اور بعد بعثت تمام آدمیون کے لیے آپ رسول ہو گئے،

اصول کافی کتاب الحجۃ باب جہتہ علوم الانبیاء مین ہے امام ہفتم نے فرمایا تھا لا نبی بعد نبینا ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔

کتاب الغیبۃ صفحہ ۱۰۷ مین حضرت صاحب الامر کی توقیع شریف منقول ہے جسمین یہ بھی ہے۔

ثم بعث محمدا صلی اللہ علیہ والہ رحمۃ للعلمین وتمم بہ نعمتہ وختم بہ انبیائہ وارسلہ الی کافۃ الناس

پھر خدا نے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو سارے عالمون کیلئے رحمت مبعوث فرمایا اور اُن جناب کی وجہ سے خدا نے اپنی نعمت پوری کی اور تمام نبیون کو آپ پر ختم کیا اور کل آدمیون پر اُس نے آپ کو رسول بنایا

نیز صحیفہ کاملہ دعائے طلب رزق مین امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے،

الحمد للہ الذی جعلنی من امۃ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم

خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مین قرار دیا ہے

بحار الانوار جلد ششم باب علم النبی مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے

قال رسول اللہ لعلی ان

جناب رسالتمآب نے حضرت علیؑ سے فرمایا میرے

ربی مثل امتی فی الطین
وعلمنی اسمائهم کلها کما
علم الاسماء آدم کلها فمرّ بی
اصحاب الرایات فاستغفرت
لک ولشیعتک الخ

رب نے عالم طین مین میری امت کو میرے سامنے
مجسم فرمایا اور مجھے سب کے اسما بتائے جسطرح
آدم کو اُس نے کل اسماء سکھائے تھے پس میری
طرف سے علمبردار گذرے لہذا مین نے تمھارے لیے
اور تمھارے شیعون کے واسطے استغفار کیا۔

نیز اُن ہی جناب سے حدیث بالا کے بعد منقول ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا

ان امتی عرضت علیّ فی
المیثاق فکان اول من آمن
بی علی وهو اول من صدقنی
حین بعثت وهو الصدیق
الاکبر والفاروق یفرق
بین الحق والباطل

میری امت عالم میثاق مین میرے سامنے پیش
کی گئی پس جو لوگ مجھپر ایمان لائے ان مین سب سے
اول علی ع تھے اور جس وقت مین مبعوث ہوا تو
سب سے پہلے علی ع نے میری تصدیق کی۔ یہی
صدیق اکبر ہین اور یہی فاروق کہ حق کو باطل
سے جدا کرینگے،

بحار الانوار جلد نہم صفحہ ۶۵ مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے حدیث رسول منقول ہے،

قالت الشمس السلام علیک یا
اخا رسول الله ووصیه اشهد
انک الاول والآخر والظاهر
والباطن وانک عبد الله
واخو رسوله حقا الخ

آفتاب نے کہا سلام ہو تمپر اے بھائی رسول اللہ
کے اور وصی اُن جناب کے مین گواہی دیتا ہون کہ
آپ اول ہین آخر ہین۔ ظاہر ہین۔ باطن ہین
اور مین گواہی دیتا ہون کہ آپ برحق خدا کے
بندے اور رسول اللہ کے برادر ہین۔

ان کلمات کی تفسیر مین جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا تھا۔

اما قولہما انک الاول فصدقت انہ اول من آمن باللہ و رسولہ ممن دعوتہ الی الایمان من الرجال وخدیجۃ من النساء واما قولہما الاخر فانہ آخر الاوصیاء وانا خاتم الانبیاء وخاتم المرسلین الخ

آفتاب کا یہ کہنا کہ تم اول ہو سچی بات ہے اسلیئے کہ جن لوگون کو مین نے ایمان کی دعوت دی تھی تو مردون مین سب سے پہلے علیؑ اور عورات مین خدیجۃ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے لیکن اسکا یہ قول کہ تم آخر ہو یہ بھی درست ہے کہ علی آخر الاوصیا ہین اور مین خاتم الانبیا اور خاتم المرسلین ہون۔

بحار جلد ۹ صفحہ ۱۱۲ مین امام محمد باقر علیہ السلام سے قول خدا قل ھذہ سبیلی ادعو الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعن کی تفسیر مین منقول ہے آپ نے فرمایا اَنَا سے مراد رسول اللہ اور من اتبعن سے حضرت علی بن طالب اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ مراد ہین۔

بروایت زرارہ اور بروایت سلام بن المستنیر اور بروایت سعید بن مالک اور حسن بن علی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ من اتبعن سے مولا علی مراد ہین۔ کتاب مذکور کے صفحہ مذکور مین علی بن اسباط سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین نے امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کیا۔

یا سیدی ان الناس ینکرون علیک حداثۃ سنک فقال وما ینکرون من ذالک فواللہ لقد قال

اے مولا یہ لوگ (نواصب) آپ کے بچپنے سے کراہت کرتے ہین۔ فرمایا میرا کم سن ہونا کس لیئے انکو ناگوار ہے۔ قسم بخدا

الله لنبيه قل هذه سبيلي ادعو الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني فما اتبعه غير علي عليه السلام وكان ابن تسع سنين وانا ابن تسع سنين

اللہ نے اپنے رسول سے ارشاد فرمایا ہے قل هذه سبیلی الخ پس جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے سوا کسی نے رسول اللہ کی پیروی نہین کی تھی حضرت علی اسوقت نو برس کے کے تھے اور مین بھی نو برس کا ہون۔

مراۃ العقول جلد ا صفحہ ۱۳۵ مین علامہ مجلسی نے فرمایا ہے

لعل الفرق بين الائمة وغير اولي العزم من الانبياء ان الائمة نواب الرسول لا يبلغون الا بالنيابة واما الانبياء وان كانوا تابعين لشريعة غيرهم لكنهم مبعوثون بالاصالة وان كانت تلك النيابة اشرف واعلى من تلك الاصالة

ائمہ طاہرین اور غیر اولی العزم انبیاء مین شاید فرق یہ ہے کہ ائمہ نواب رسول ہین یہ حضرات جو کچھ تبلیغ فرماتے ہین وہ رسول اللہ کی نیابت مین ہوتی ہے لیکن انبیاء اگرچہ اپنے غیر کی شریعت کے تابع تھے مگر وہ سب اصالۃً مبعوث ہوے تھے اگرچہ دریا بیشک حضرات ائمہ کی نیابت اشرف و اعلیٰ ہے اس اصالت سے

بحار الانوار جلد ششم فی کیفیہ صدور الوحی مین شیخ مفید علیہ الرحمہ کا قول نقل کیا ہے جسمین یہ بھی ہے؛

فلما بلغ عيسى سبع سنين تكلم بالنبوة والرسالة حين اوحى الله تعالى فكان عيسى حجة على يحيى الخ

جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سن سات برس کا ہوگیا تو آپ نے نبوت و رسالت کے ساتھ کلام فرمایا کہ اسوقت خدا نے آپ پر وحی فرمائی تھی پس حضرت عیسیٰ جناب یحییٰ پر حجت تھے۔

اس قول سے نیز سابق کی شہادتوں سے یہ ظاہر ہو گیا کہ معصوم کا نبی کی امت مین ہونا محل اشکال نہین ہے۔ ہم اس جگہ صرف ایک شاہد اور پیش کرتے ہین۔

بحار الانوار جلد نہم صفحہ ۱۹۳ مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ ایک یہودی نے حضرت امیر المومنین سے چند سوالات کیے تھے منجملہ اُن کے ایک یہ تھا۔

فاخبرنی این منزل محمدؐ من الجنة ومن معه من امته فی الجنة

بتایئے حضرت محمدؐ کا کون سی جنت مین محل ہوگا اور اُن کے ہمراہ اُن کی امت مین سے جنت مین کون رہے گا۔

حضرت نے جواب مین فرمایا۔

اما قولك این منزل محمدؐ من الجنة ففی اشرفها وافضلها جنة عدن واما قولك من معه محمدؐ من امته فی الجنة فهولاء الاثنا عشر ائمة الهدی الخ

لیکن تیرا یہ سوال کہ جناب محمد کی منزل کونسی جنت مین ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ جنت عدن مین ہوگی جو تمام جنتون سے اشرف اور افضل ہے اور تیرا یہ سوال کہ اُن جناب کی اُمّت مین سے آپ کے ہمراہ جنت مین کون رہیگا اس کا جواب یہ ہے کہ ہدایت کے بارہ امام آپ کے ہمراہ رہین گے۔

جو لوگ حضرات ائمہ کا رسول اللہ کی امت مین ہونا مکروہ سمجھتے ہین وہ غور کرین الحاصل حضرات ائمہ معصومین کا جناب خاتم الانبیاء کی امت مین ہونا

اور افضل امت ہونا بے اشکال ہے۔ ہماری تحقیق تو یہی ہے اب جو کوئی اسکے
خلاف عقیدہ رکھتا ہو وہ خود اپنے دعویکا ثبوت احادیث ائمہ یا اقوال علمائے
اثنائے عشریہ سے پیش کرے۔ ہمنے کتب احادیث کی ورق گردانی اچھی طرح سے
کی ہے آج تک ایک حدیث بھی ہم کو نہین ملی ہے جسمین کسی امام نے اپنے اُمت
رسول ہونے کا انکار کیا ہو۔ پس جب تک کہ اُن حضرات کا جناب ختمی مآب
کی اُمت مین نہ ہونا اور ان بزرگوارون کا مثل پیغمبر خاتم صاحب شریعت رسول
ہونا ثابت نہ کیا جائیگا مساواۃ فی المرتبہ کا دعوی بالکل ہی پوچ ہے مگر یاد رہے
کہ حضور سید عالم کی افضلیت عامہ کا انکار یقیناً کفر و بیدینی ہے۔

نبوت خاتمیہ کا پانچوان کمال حضور سید عالم کی ولایت مطلقہ اور چھٹا
کمال آپ کی امامت عامہ ہے۔ یہ دونون آپکی نبوت کے لیے لازم ہین آپکی
ولایت و امامت سے کوئی فرد مخلوق خارج نہین ہے۔ اسی رتبہ کی وجہ سے آپ
عالم نور مین بھی کل نورانی اور روحانی مخلوق کے سردار رہے اور عالم شہود
مین بھی کل مخلوقات پر سلطان الٰہی رہے اور عالم برزخ مین بھی آپ فرمانروا
ہین اور عالم رجعت اور روز جزا بھی آپ کی شاہی ہوگی۔ غرض جہان جہان
آپ کا وجود تھا اور ہوگا آپکی سرداری ثابت ہے۔ اعلام الوری باب دفن النبی
مین ہے حضرت امیر المومنین نے فرمایا تھا کان امامنا حیا و میتا یعنی آنحضرت
ہمارے امام ہین اپنی حیات مین بھی اور بعد وفات بھی۔

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد ہفتم صفحہ ۲۰۱ مین لکھا ہے۔

انھم علیھم السلام — حضرات ائمہ علیہم السلام جناب خاتم الانبیا کے

نواب النبی فی حیوتہ   نائب ہین اُن جناب کی حیات مین بھی
وبعد وفاتہ،   اور بعد وفات آنحضرت بھی نائب ہین۔

خدا نے قرآن مین ترتیب وار تین ولایتون کا آیہ انما ولیکم اللہ الخ مین تذکرہ فرمایا ہے۔ اول اپنی ولایت کا پھر رسول اللہؐ کی ولایت کا پھر ائمہ طاہرین کی ولایت کا۔ ان تینون ولایتون کے معانی سمجھنے کے بعد ہر صاحب عقل یہی کہے گا کہ جو شان ولایت الٰہیہ کی ہر وہ شان ولایت محمدیہ کی ہرگز نہین ہر اور نہ آنجناب خدا کی ولایت مین شرکت اور مساوات رکھتے ہین ورنہ ان دونون ولایتون کے یکسان ماننے کے بعد تفویض و ولایت کا کوئی فرق نہ رہے گا۔ حالانکہ عقیدۂ تفویض یقیناً شرک ہر۔

اسی طرح جو رتبہ ولایت خاتمیہ کا ہے وہ پایۂ ولایت علویہ کا نہین ہوسکتا ہے اسلیے کہ رسول اللہؐ کی ولایت کے ماتحت کل خلائق ہر ائمہ طاہرین بھی آپکے ماتحت ہین اور محکوم ہین لیکن ان حضرات کی حکومت کسی حال مین رسول اللہ پر نہین ہوسکتی ہر پھر ولایت رسول اور ولایت ائمہ مین مساوات کیونکر حاصل ہوسکتی ہر بلکہ شرکت بھی ممکن نہین ہر پس کمالات ختم نبوت سے ائمہ کا اتصاف کیونکر صحیح ہوگا۔ ہان یہ ضرور ہر کہ رسول اللہ کو مستثنےٰ کرنیکے بعد کل مخلوقات کو حضرات ائمہ معصومین کی ولایت محیط ہے جس سے کوئی چیز باہر نہین ہے کہ یہ ولایت اس نبوت و شریعت کی نیابت ہر جو سارے عالم کو حاوی ہر۔ پھر ولایت ائمہ سے کیونکر کوئی چیز خارج ہوسکتی ہر۔

حدیث من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ امیر المنین کے

ولی تصرف اور مثل رسول امام اُمت ہونے پر نص قطعی و یقینی ہے لیکن
اس کا یہ مطلب ہرگز نہین ہے کہ رسول اللہ کی حیوٰۃ مین بھی آپ مثل
رسول مستقلاً حاکم اور اولے بتصرف قرار پاگئے تھے اور ایک وقت مین دو امام
اور دو حاکم جمع ہوگئے تھے کہ دونون ہم پلہ تھے اور یکسان منزلت رکھتے تھے
بلکہ اصلاً اور حقیقۃً خدا کی طرف سے رسول اللہ حاکم و ولی تصرف اور امام
ناطق تھے۔ اور حضرت امیرالمومنین آنجناب کے وزیر اور اپنے امام و ولی
ناطق کے محکوم اور اُمت کے لیے امام صامت تھے اور بالاعلان رسول اللہ
کی ولیعہدی پر فائز ہوگئے تھے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وفات رسول کے بعد ہی
ساری اُمت بلکہ ساری خلقت پر آپکی ریاست عامہ اور ولایت مطلقہ حقیقی
طور سے نافذ و متحقق ہوگئی اسوقت آپ امام ناطق ہوگئے،

رسول اللہ کی نیابت مین آپ کے لیے اس عہدہ جلیلہ کا انتخاب
عالم نور مین خدا کی طرف سے ہوچکا تھا لیکن ۱۸/ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ مین رسول اللہ
کی زبانی اس کا اعلان ہوا۔ پھر بعد وفات رسول آپ اُن حضرت کی جگہ
متمکن ہوگئے،

اصول کافی کتاب الحجۃ مین ائمہ طاہرین سے اس مضمون کی حدیثین منقول
ہین کہ ایک وقت مین دو امام نہین ہوسکتے بلکہ ایک ناطق ہوگا اور دوسرا صامت

نبوت خاتمیہ کا ساتوان کمال حضور سید عالم کی معراج جسمانی ہی جس کا پایہ
اتنا بلند ہے کہ انحضرت کے سوا وہان تک کسی مخلوق کی رسائی نہین ہوئی
اور نہ آئندہ ہوگی۔ معراج مع اس کے لوازم و خصائص کے صرف جناب ختمی مآب

کو خدا نے عطا فرمائی تھی۔ یہ رتبہ مخصوصہ درگاہ الٰہی سے اُن جناب کے سوا نہ کسی کو حاصل ہوا اور نہ آئندہ ہوگا،

رسول اللہ کو جس شان کی اور جس حد تک معراج جسمانی ہوئی تھی اُس کا آنحضرتؐ سے مخصوص ہونا اسلام مین بدیہی ہے جس کا منکر اسلام سے خارج ہے حضرات ائمہ معصومین کے لیے ایسی معراج کا معتقد ہونا بید دینی ہے۔ لہذا کمالات ختم نبوت سے ان حضرات کا اتصاف بے معنی ہے۔

احتجاج طبرسی علیہ الرحمہ صفحہ مین حضرت امیر المومنین ع سے منقول ہے،

قال امیر المومنین واما قوله
تعالی واسئل من ارسلنا من
قبلک من رسلنا فهذا من براهین
نبینا التی اتاه الله ایاها و
اوجب به الحجة علی سائر خلقه
وانه لما ختم به الانبیاء
وجعله الله رسولا علی
جمیع الامم وسائر الملل خصه
بالارتقاء الی السماء عند
المعراج وجمع له یومئذ
الانبیاء فعلم منهم ما
ارسلوا به وحملوه من

جناب امیر نے فرمایا لیکن قول خدائے تعالےٰ
واسئل من ارسلنا من قبلک من
رسلنا پس یہ ہمارے نبی کی براہین مین سے
ایک برہان ہے جو آپ کو خدا نے عطا فرمائی ہین اور
اسکی وجہ سے کل خلائق پر اُس نے حجت لازم کی ہے
اور جبکہ خدا نے تمام نبیون کو آپکے ذریعے سے ختم کردیا اور
خدا نے ان جناب کو تمام امتون اور کل ملتون پر رسول
بنایا تو آپ کو معراج کے وقت آسمانون پر چڑھنے کیلیے
مخصوص فرمایا اور اسوقت کل انبیاء کو آپ کے پاس
جمع کیا پس حضرت نے ان سے معلوم کیا ان باتون کو
جن کی تبلیغ پر وہ رسول مقرر ہوئے تھے اور جن
عزائم پروردگار و آیات الٰہیہ اور براہین قاطعہ کے

عز اسمہ اللہ وانبیائہ و
براہینہ فاقروا جمیعا
بفضلہ وفضل الاوصیاء والحجج
فی الارض من بعدہ الخ

وہ حضرات متحمل بنائے گئے تھے الغرض تمام
انبیاء نے رسول اللہ کی فضیلت کا اور ان جانشینوں
اوصیاء کی فضیلت کا جو بعد رسول اللہ زمین مین
حجج الٰہیہ ہین اقرار فرمایا۔

نبوت خاتمیۃ کا آٹھوان کمال یہ ہے کہ آنحضرت صاحب شریعۃ غیر منسوخ ہین۔ آپ کا دین قیامت تک رہے گا۔ کبھی آپکی شریعت منسوخ نہ ہوگی بلکہ اس مین تغیر و تبدل نہ ہوگا۔ یہ کمال حضرات ائمہ کے لیے محال ہی ورنہ ان حضرات مین سے ہر ایک کا نبی مستقل اور صاحب شریعۃ رسول ہونا لازم آئے گا جسکی وجہ سے حضور سید عالم کا خاتمۂ انبیاء ہونا باطل ہو جائے گا حالانکہ قرآن مجید نے طے کر دیا ہے کہ آپ خاتمۂ انبیاء ہین اور اسلام مین یہ مسئلہ بدیہی قرار پا چکا ہے جس کا انکار موجب کفر ہے۔ فرقۂ بابیہ اور بہائیہ اور غالیہ کے سوا کوئی اس کا معتقد نہین ہوسکتا ہی پس جو لوگ درجۂ ختم نبوت پر حضرات ائمہ کو فائز اور کمالات ختم نبوت سے اُن حضرات کو متصف مانتے ہین۔ اگرچہ وہ ظاہر مین معرفت امام کے ادنیٰ درجہ کے لحاظ سے نبوت کو اُن بزرگوارون سے مستثنےٰ کرتے ہین لیکن معرفت امام کا ایک اعلیٰ درجہ بھی ان لوگون نے اپنے دل سے تراشا ہے اس درجہ کے لحاظ سے درجۂ ختم نبوت کو بھی ان حضرات ائمہ سے مستثنےٰ نہین کیا ہی۔ ہم انشاء اللہ اس مسئلہ کی آئندہ توضیح کرینگے،

انوار المجالس صفحہ ۳۵ مین ہے خداوند عالم بہتر از آنجناب خلق نفرمودہ و شریعت او ناسخ شریعتہا و کتاب او ناسخ کتابہا امت و باید معتقد بود باینکہ

کتابے از آسمان بعد از قرآن نازل نخواہد شد و ناسخ از برائے او نخواہد آمد و تغیرے در دین این پیغمبر تا روز حشر نخواہد بود و حلال محمد حلال الی یوم القیمة و حلال محمد حلال الی یوم القیمة،

عیون الاخبار صفحہ ۳۳۵ مین جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہی،

وشریعة محمد لا تنسخ الی یوم القیمه

جناب محمد کی شریعت تا قیامت منسوخ نہو گی

تفسیر مجمع البیان جلد ۲ صفحہ ۲۴۸ مین خاتم النبیین کے ذیل مین لکھا ہوا ہے،

خاتم النبیین ای و اخر النبیین ختمت به النبوة فشر یعته باقیة الی یوم الدین و هذه فضیلة له اختص بها من بین سائر المرسلین

خاتم النبیین یعنی جناب سید عالم آخر الانبیاء ہین آپکے ذریعہ سے نبوت ختم ہو گئی پس آپکی شریعة تا قیامت باقی رہے گی یہ فضیلت صرف آپکے لیے ہے تمام انبیاء مین فقط آپکے واسطے مخصوص ہی۔

نبوت خاتمیہ کا نوان کمال یہ ہے کہ جناب خاتم الانبیاء کل مخلوقات الٰہی سے بلحاظ رتبہ خداداد افضل و اشرف ہین۔ صنف معصومین اور غیر معصومین مین کوئی متنفس آپ سے افضل نہین ہی۔ آپکی افضلیت عامہ کا عقیدہ ضروریات اسلام مین شمار ہو چکا ہی جس کا انکار موجب کفر و زندقہ ہی۔ الحق الیقین صفحہ ۱۴ مین علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے باید دانست کہ آنحضرت مبعوث بود بر کافہ بشر از عرب و عجم آدمیان و ایضاً مبعوث بود بر جنیان بنص قرآن و دین او ناسخ جمیع ادیان پیغمبران است و بعد از و پیغمبر نخواہد بود و آنحضرت اشرف است از جمیع مخلوقات از ملائکہ و جن و انس و از حضرت امیر المومنین و سائر

امر افضل بود آنچه بعضے از غلاۃ میگویند کہ امیر المومنین افضل از آنجناب بود کفر است و آنجناب مستجمع جمیع صفات کمالیہ است،

صفحہ ۱۴ مین فرمایا ہی و افضلیت آنحضرت بر سائر خلق ضروری دین اسلام ست مولانا السید دلدار علی صاحب عفر انماب اعلی اللہ مقامہ نے صوارم الہیات صفحہ ۵ مین لکھا ہے وہمچنین نگاہ کن بطرف جناب سید المرسلین کہ بالاتفاق افضل و اکمل خلائق است،

بحار الانوار جلد ہفتم صفحہ ۲۵ مین حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے،

قال علیؑ بن الحسین لعن اللہ من کذب علینا۔ انی ذکرت عبد اللہ بن سبا فقامت کل شعرۃ فی جسدی لقد ادعی امرا عظیما مالہ لعنہ اللہ کان علیؑ و اللہ عبدا صالحا اخا رسول اللہ ما نال الکرامۃ من اللہ الا بطاعتہ للہ و لرسولہ و ما نال رسول اللہ الکرامۃ من اللہ الا بطاعتہ للہ

امام زین العابدینؑ نے فرمایا خدا لعنت کرے اس شخص پر جو ہم پر جھوٹ بولے جب میرے سامنے عبد اللہ بن سبا کا ذکر کیا گیا تو میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے خدا کی قسم اُسنے بڑی بات کا دعوی کیا تھا۔ اُسے کیا ہوگیا تھا خدا اُس پر لعنت کرے قسم بخدا حضرت علیؑ خدا کے بندۂ صالح اور رسول اللہ کے برادر تھے اُن جناب کو درگاہ الہی سے کرامت و بزرگی اطاعت خدا و رسول کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی اور رسول اللہ کو بزرگی خدا کی اطاعت کرنے سے ملی۔

شیعون کا متفق علیہ عقیدہ ہی کہ نبی اپنے اہل زمانہ سے افضل ہوتا ہے

یہ قانون کلی تمام انبیاء کے لیے ثابت ہی، اس قانون کے لحاظ سے بھی جناب خاتم الانبیاء کو حضرت امیر المومنین سے افضل ماننا ضروری ہی پس جو لوگ رسول اللہ کے رتبہ مین جناب امیر کو مساوی آنحضرت سمجھتے ہین وہ ضروری اسلام کے منکر ہونے کے علاوہ اس قانون کلی کے بھی منکر ہین اعاذنا اللہ من سوء الاعتقاد۔

غایۃ المرام صفحہ ۸ مین ایک طولانی حدیث جناب صادق آل محمد سے منقول ہے اُن جناب سے محمد بن حرب والی مدینہ نے عرض کیا تھا مین حضور سے ایک سوال کرنا چاہتا ہون آپنے توسم و علم امامت سے اس کا سوال معلوم کرکے فرمایا۔

اردت ان تسئلنی عن رسول اللہ لم یطق حملہ علی بن ابی طالب عند حطہ الاصنام من سطح الکعبۃ مع قوتہ وشدتہ وما ظہر منہ فی قلع باب القموص بخیبر والرمی بہ وراءہ اربعین ذراعا وکان لا یطیق حملہ اربعون رجلا وقد کان رسول اللہ یرکب الفرس والبغلۃ والحمار ورکب البراق

تمھارا قصد ہے کہ تم مجھ سے یہ پوچھو کہ حضرت امیر المومنین ع کعبہ کی سطح سے بت گرانے کے وقت رسول اللہ کو کس لیے نہ اُٹھا سکے باوجود اپنی قوت و طاقت کے اور اُس زور کے جو خیبر مین قلعہ قموص کا پھاٹک اکھیڑنے سے اور اسکو پس پشت چالیس ہاتھ دور پھینکنے مین ظاہر ہوا حالانکہ اس پھاٹک کو چالیس پہلوان نہین اُٹھا سکتے تھے، حالانکہ رسول اللہ سوار ہوتے تھے گھوڑے اور خچر اور دراز گوش پر اور شب معراج آنحضرت براق پر سوار ہوے

ليلة المعراج وكل ذالك
دون علي في القوة والشدة
فقلت له عن هذا والله اردت
ان اسئلك يا ابن رسول الله ص
فاخبرني فقال ان عليا ع
برسول الله شرف وبه
ارتفع وبه وصل الى اطفاء
نار الشرك وابطال كل معبود
دون الله عز وجل ولو علي
النبي لحط الاصنام لكان
بعلي مرتفعا وشريفا و
واصلا الى حط الاصنام فلو كان
ذالك لكان افضل منه الا
ترى ان عليا قال لما
علوت ظهر رسول الله ص
شرفت وارتفعت حتى
لو شئت انال السماء لنلتها
اما علمت ان المصباح هو
يهتدي به في الظلمة وانبعاث

اور یہ تمام چیزیں حضرت علی ع سے قوت و
طاقت میں کم تھیں - میں نے عرض کیا
واللہ میں نے آپ سے یا ابن رسول اللہ
اسی سوال کا ارادہ کیا ہو اب آپ مجھے اس کی
وجہ بتایئے حضرت نے فرمایا کہ جناب امیر ع کو
رسول اللہ کے ذریعہ سے شرف ملا اور انہی کے
سبب سے آپ بلند مرتبہ ہوئے اور اس درجہ تک
پہونچے کہ آپ نے شرک کی آگ بجھائی اور
خدائے عزوجل کے سوا ہر معبود کو آپ نے باطل
کیا اور اگر رسول اللہ ص بت شکنی کیلیے حضرت
علی ع کے دوش پر چڑھتے تو ان کی وجہ سے رسول اللہ
کو رفعت و بزرگی حاصل ہوتی اور بت شکنی کے
رتبہ تک پہونچتے - پس اگر ایسا ہوتا تو حضرت
علی آنجناب سے افضل ہو جاتے کیا تم نے
نہیں دیکھا کہ جب حضرت علی ع پشت رسول ص
سے بلند ہوئے تو فرمایا مجھے شرف ملا اور میں بلند
مرتبہ ہو گیا تا اینکہ اگر میں آسمان کو پکڑنا چاہتا
تو اسے ضرور پکڑ لیتا کیا تم کو علم نہیں ہے کہ تاریکی
میں چراغ کی وجہ سے راہ ملتی ہے اور اصل ہی سے

فرعه من اصله - وقال
علی علیه السلام انا
من احمد کالضوء
من الضوء
اما علمت ان محمداً و علیاً
کانا نوراً بین یدی الله
عز وجل قبل خلق الخلق
بالفی عام وان الملائکة
لما رات ذالک النور رات
له اصلا قد شعب منه
لاح فقالوا الٰهنا وسیدنا
ما هذا النور فاوحی الله
عز وجل الیهم هذا نور
من نوری اصله نبوة وفرعه
امامة اما النبوة فلمحمد عبدی و
رسولی واما الامامة فلعلی حجتی و
ولیی ولولاهما ما خلقت خلقی
فالنبی رسول الله نبی امام و
وعلی امام لیس نبی ولا رسول فهو

شاخ نکلتی ہے خود حضرت علی علیہ السلام
نے ارشاد فرمایا تھا میری مثال رسول اللہ
سے ایسی ہے کہ جیسے ایک روشنی دوسری روشنی
سے حاصل کیجاتی ہے،
کیا تم کو خبر نہیں ہے کہ جناب محمدؐ و علی مرتضےٰ
دونوں خدا کی درگاہ میں خلقت کے پیدا ہونے
سے دو ہزار برس پہلے نور تھے جب ملائکہ نے
یہ نور دیکھا تو اس نور میں ایک اصل ملاحظہ
کی جس سے شاخیں بھی ظاہر ہو رہی تھیں
تو انھوں نے عرض کیا اے ہمارے معبود اے
ہمارے آقا یہ نور کیسا ہے پس خدا عز و جل
نے ان کی طرف وحی فرمائی یہ میرے نور سے
ایک نور ہے اسکی اصل نبوت ہے فرع اسکی
امامت ہے لیکن نبوت پس وہ میرے بندہ
اور رسول محمدؐ کے لیے ہے اور امامت پس
وہ میری حجت اور میرے ولی علی کیلیے ہے اگر
یہ دونوں نہ ہوتے تو میں اپنی مخلوق کو پیدا
نہ کرتا۔ الغرض رسول اللہ نبی و امام ہیں اور
حضرت علی امام ہیں نبی و رسول نہیں ہیں کہ

غیر مطیق بحمل اثقال النبوۃ الخ — وہ بار نبوت اُٹھانیکی طاقت نہین رکھتے تھے

اس حدیث شریف سے جناب رسالتماب کا حضرت امیرالمومنین سے افضل ہونا ظاہر ہوگیا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ اصل ہین اور جناب امیر فرع ہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُن حضرت مین نبوت خاتمیہ کے حمل کی طاقت نہ تھی۔ لہذا نبی و ولی مین بلحاظ مرتبہ مساواۃ اور امیرالمومنین کا کمالات نبوت سے اتصاف کیونکر مفروض ہوسکتا ہی،

بحارالانوار جلد نہم صفحہ ۳۲۴ و ۳۲۵ مین علامہ مجلسی نے حدیث بالا کو تحریر کر کے اسکی توضیح فرمائی ہے اور قول امام وانبعاث فرعہ من اصلہ کی شرح مین لکھا ہے،

یعنی فرع المصباح النور المتصاعد منہ سوی ما یختلط بالفتیلۃ او المصباح الاخر الذی یقتبس منہ مع انبعاثہ عن اصلہ و کونہ ادون منہ یرتفع علیہ ویکون فوقہ فکذالک رسول اللہ المصباح الذی یہتدی بہ فی ظلمات الضلالۃ والجہالۃ وامیرالمومنین

یعنی چراغ کی فرع وہ نور ہی جو چراغ سے بلند ہوتا ہی مگر نور کا اتنا حصہ جو فتیلہ (بتی) سے ملا ہوا ہی (کہ وہ اصل ہی) یا فرع سے مراد وہ چراغ ہی جو دوسرے چراغ سے روشن کیا جائے۔ باوجودیکہ وہ نور اپنی اصل سے پیدا ہوا ہی اور اپنی اصل سے پست مرتبہ ہی لیکن اپنی اصل سے بلند اور اسکے اوپر رہتا ہی اسی طرح رسول اللہ وہ چراغ ہین جسکے ذریعہ سے گمراہی وجہالت کی تاریکی مین راہ دیکھی جاتی ہی اور امیرالمومنین

فرعه ولذا اعلاه
وركبه وعلى هذا
يكون وجها آخر
وهو الظاهر۔

ويحتمل ان يكون المراد
ان امير المومنين فرع
النبي فلو صار النبي
به مرتفعا لكان عليه
افضل منه فيلزم زيادة
الفرع على الاصل فيكون
تتمة للوجه الاول۔
وقوله فالنبي رسول الله
نبي امام اقول يحتمل
وجهين الاول ان يكون
من تتمة الوجوه
السابقة فالمعنى ان
عليا لما لم يطق ما يطيقه
النبي ولم يكن له طاقة

آنجناب کی فرع ہین اسی لیے رسول نے اُن
حضرت کو اپنے اوپر بلند اور اپنے دوش پر سوار
کیا اسی توضیح کے لحاظ سے یہ تمثیل حضرت
امیر کے بلند ہونے کی دوسری وجہ قرار پا گئی
اور یہ ظاہر ہی
اور نیز احتمال یہ ہی کہ تمثیل مذکور سے امام
کی مراد یہ ہو کہ امیر المومنین جناب رسول کی
فرع ہین پس اگر رسول اللہ اُن حضرت کی وجہ سے
بلند ہوتے تو حضرت علی ان جناب سے افضل
ہو جاتے لہذا فرع کی فضیلت اصل پر لازم آتی.
اس احتمال کی بنا پر تمثیل مذکور پہلی وجہ کی
تتمہ قرار پائے گی ،ا
اور قول امام کہ ختمی منزلت رسول اللہ بھی ہین
نبی و امام بھی ہین مین کہتا ہون اس قول
مین دو احتمال ہین اول یہ ہی کہ یہ ارشاد بھی
وجوہ مذکورہ کا تتمہ ہو اس صورت مین مطلب
یہ ہوگا کہ حضرت علی جبکہ اُن چیزونکی برداشت
کی طاقت نہین رکھتے تھے جن کو رسول اللہ
اُٹھائے ہوئے تھے اور حضرت امیر مین اس

تلك المرتبة العظمى
من النبوة فلو كان
رفع النبي به كان افضل
منه لا[illegible] يـعن ه ن
مبنيا لفضل النبي وكان
النبي به مشرفا و
مرتفعا وهو كان
غير بالغ مرتبته فكيف
يكون افضل منه
والثاني ان يكون علة
اخرى لاصل المطلوب و
هو ان لم يكن ليقدر علي
حمله لكونه حاملا لما لا يطيق
حمله من اعباء النبوة

اس مرتبہ جلیلہ یعنی خاتمیہ کی طاقت نہ تھی تو
اگر رسول اللہ ص کو اُن حضرت کی وجہ سے رفعت
ملتی لہذا حضرت علی اُن جناب سے افضل
ہوجاتے اس لیے کہ اس صورت مین حضرت
علیؑ اُن حضرت کی فضیلت کا باعث ٹھہرتے
اور رسول اللہ اُنکی وجہ سے صاحب شرف اور بلند
مرتبہ قرار پاتے حالانکہ حضرت علی اُن جناب کے
رتبہ پر فائز نہ تھے پھر کیونکر رسول اللہ سے افضل
ہوسکتے تھے۔

اور دوسرا احتمال یہ ہی کہ قول مذکور مقصود امام
کی جُداگانہ دلیل ہو اس صورت مین مطلب یہ ہوگا
کہ حضرت امیر جناب رسول کے اُٹھانیکی قدرت
نہین رکھتے تھے کہ رسول اللہ نبوت خاتمیہ کے
بار کو اُٹھائے ہوے تھے جسکی تحمل کی جناب
امیر مین طاقت نہ تھی۔

مجلسی علیہ الرحمہ کی اس شرح سے خوب واضح ہوگیا کہ جناب امیر حضور سید عالم کے رتبہ پر فائز نہ تھے اور نبوت خاتمیہ کے برداشت کی آپ مین طاقت نہ تھی۔ اسی بیان سے اور نیز الحق الیقین صفحہ ۱۳ کے مضمون سے جسکو ہم پیشتر لکھ چکے جناب شیخ مجلسی رحمہ اللہ کا مذہب بھی ظاہر ہوگیا کہ آپ ہرگز نبی و وصی مین مرتبہ کی مساوات

قائل و معتقد نہ تھے۔ پس جو شخص مجلسی کو مساوات مذکورہ کا قائل بتاتا ہو وہ غلط گو اور مفتری ہو جن چیزون سے بعض کوتاہ نظرون نے مساوات مذکورہ کا وہم کیا ہو اسکو ہم آئندہ بتائین گے انشاء اللہ،

اصول کافی کتاب الحجۃ مین جناب صادق آل محمد کی ایک حدیث درج ہو جسمین یہ بھی ہو

وجری له من الفضل مثل ما جری لمحمد صلی الله علیه و آله و لمحمد الفضل علی جمیع من خلقه الله

حضرت امیرالمومنین کو جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ کے مانند فضیلت حاصل ہوئی اور رسول اللہ کو ساری مخلوقات الٰہی پر فضیلت ہے

اس آخری جملہ کی شرح مین علامہ مجلسی نے مراۃ العقول کتاب الحجۃ صفحہ ۱۰۵ مین لکھا ہو،

اما بیان لما جری له من الفضل فکما ان له الفضل علی جمیع الخلق لکن لعلی علیه السلام الفضل علی الجمیع۔ و اما بیان للفرق بین ما له من الفضل و بین ما لعلی ع منه بفضله علی الجمیع حتی علی علی علیه السلام و فضل علی ع علی غیره

(فقرہ مذکورہ خط کشیدہ) یا بیان ہو اُن فضیلت کا جو امیرالمومنین کو حاصل ہوئی تھی یعنی جس طرح رسول اللہ کو ساری خلقت پر فضیلت ہو اسیطرح حضرت علی کو بھی ساری خلقت پر فضیلت ہے اور یا فقرہ مذکورہ سے حضرت رسول ص اور جناب امیر ع کی فضیلت مین فرق بیان کیا ہو اس طور سے کہ رسول اللہ کو ساری خلقت پر حتی کہ حضرت علی پر فضیلت ہو اور جناب امیر کو رسول اللہ کے علاوہ دیگر مخلوق پر فضیلت ہو۔

مین کہتا ہون کہ مجلسی علیہ الرحمہ کے پہلے احتمال سے فرقہ مساواتیہ کا پہلا ماخذ مساواۃ مطلقہ نے رسول اللہ اور حضرت امیر المومنین مین مساواۃ سمجھی ہے حالانکہ یہ خیال غلط ہی اسلیے فقرۂ مذکورہ سے بس اتنا ظاہر ہوتا ہی کہ مخلوقات کے مقابلہ مین جو شان حضور سید عالم ص کی ہی وہی شان امیر المومنین ع کی بھی ہی یعنی ساری مخلوق سے رسول اللہ ص افضل ہین اسیطرح امیر المومنین ع بھی افضل ہین لیکن اس سے یہ کہان ظاہر ہوا کہ یہ دونون بزرگوار آپسمین ایک دوسرے سے مساواۃ رکھتے ہین کہ حدیث مین ان دونون کا خلقت سے مقابلہ دکھایا گیا ہے نہ کہ رسول اللہ ص سے جناب امیر ع کا تقابل کیا گیا ہی مثلاً یون کہا جائے کہ رسول اللہ کو ساری خلقت کے مقابلہ مین فضیلت ہی جسطرح خدا کو مخلوق پر فضیلت ہی تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہ ہوگا کہ خدا و رسول دونون آپسمین مساوی ہین پس نبی و وصی مرتبہ مین کیسے مساوی سمجھے جائین گے،

اصول کافی باب مذکور کی تیسری حدیث مین ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے،

فضل امیر المومنین ما جاء بہ اخذ وما نہی عنہ انتہی عنہ جری لہ من الطاعۃ بعد رسول اللہ کرسول اللہ والفضل لمحمد الخ

امیر المومنین ع کی فضیلت یہ ہی کہ حضرت نے جو حکم دیا ہے اس پر عمل کیا جائے اور جس بات سے ممانعت کی ہی وہ چھوڑ دیجائے کہ رسول اللہ کے بعد آپکی طاعت ویسی ہی واجب ہی کہ جیسی رسول اللہ کی واجب تھی اور فضیلت رسول اللہ ص کیلیے ہی

اس آخری فقرہ کی شرح مین علامہ مجلسی نے مراۃ العقول کتاب الحجۃ صفحہ ۱۵۱

مین تین احتمال لکھے ہین اُن مین سے تیسرا یہ ہے۔

الفضل علیہ لمحمد دون غیرہ

یعنی حضرت امیرالمومنین پر رسول اللہ کے سوا اور کسی کو فضیلت نہین ہے،

مساواۃ کا دوسرا ماخذ بحارالانوار جلد ششم صفحہ ۶ مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ حدیث منقول ہے

قال رسول اللہ یا علی خلق اللہ الناس من اشجار شتی وخلقنی وایاک من شجرۃ واحدۃ انا اصلھا وانت فرعھا الخ

رسول اللہ نے فرمایا اے علی خدا نے آدمیون کو متعدد اور مختلف درختون سے پیدا کیا ہے مجھے اور تم کو ایک ہی درخت سے خلق فرمایا ہے مین اسکی اصل اور تم اسکی فرع ہو،

نیز اُسی صفحہ مین حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے

قال بینا النبی بعرفات وعلی تجاھہ ونحن معہ اذ اومأ الی علی فقال ادن منی یا علیؑ فدنی منہ فقال ضع خمصاک فی کفی فاخذ بکفہ فقال یا علی خلقت و انت من شجرۃ واحدۃ انا اصلھا وانت فرعھا الخ،

جابرؓ نے کہا ہم لوگ عرفات مین رسول اللہ کی خدمت مین حاضر تھے اور حضرت علیؑ اُنجناب کے سامنے بیٹھے ہو یکایک آنجناب نے حضرت علی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اے علی میرے قریب آجاؤ پس وہ نزدیک ہو گئے رسول اللہ نے فرمایا اپنی ہتھیلی میرے قبضہ مین رکھو پس رسول اللہ نے حضرت علی کی ہتھیلی کو پکڑکے فرمایا مین اور تم ایک ہی درخت سے مخلوق ہوے ہین۔ مین اسکی اصل ہون اور تم اسکی فرع ہو،

ان دونون حدیثون سے رسول اللہ کا اصل اور امیر المومنین کا فرع ہونا ثابت ہوا لہذا نبی و وصی مین مساواۃ متحقق نہ ہوئی اور ظاہر و مسلم ہے یہ بات کہ فرع سے اصل اشرف و افضل ہوتی ہے کہ شاخون کی تازگی و حیات جڑ کی تازگی و حیات پر موقوف ہوتی ہے جڑ ہی سے شاخون کو غذا پہونچتی ہے جڑ جتنی پائدار اور مضبوط ہوگی آندھیون کے جھکڑ سے اور دریا کی سیلابی سے درخت کو صدمہ نہ پہونچے گا شاخین محفوظ رہینگی الحاصل جڑ ہی سے شاخین پھوٹتی اور پیدا ہوتی ہین۔ خلاصہ کلام یہ ہے حضرات ائمہ کو خصوصاً جناب امیرؑ کو جو کچھ اقتدار اور شرف اور فضیلت و کرامت حاصل ہوئی ہے وہ جناب رسول اللہ ؐ کے وسیلہ سے ملی ہے جیسا کہ گواہی کے لیے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی حدیث بیشتر نقل کی گئی لہذا نبی و وصی مین مرتبہ کی مساواۃ کا قول بالکل بے اصل ہوا۔ اور اہل بصیرت کے لیے اتنا ثبوت کافی ہے جو ہمنے پیش کیا ہے،

مساواۃ کا تیسرا ماخذ بحار جلد ششم باب فضائلہ و خصائصہ مین محمد بن مسلم سے روایت ہے

قال سمعت اباعبد اللہ یقول الائمۃ بمنزلۃ رسول اللہ الا انہم لیسوا بانبیاء ولا یحل لہم من النساء ما یحل للنبی فہم بمنزلۃ رسول اللہ ؐ

اس نے کہا مین نے صادق آل محمدؐ کو فرماتے ہوے سنا کہ ائمہ منزلت مین رسول اللہؐ کے ہین مگر یہ انبیا نہین ہین اور ان کیلیے اتنی عورتین مباح نہین ہین جتنی رسول اللہ کے لیے جائز تھین۔ پس یہ ائمہ رسول اللہ کی جگہ ہین،

علامہ مجلسی نے اس حدیث کی توضیح یون فرمائی ہے

ظاهره اشتراك سائر الخصائص بيننا وبينهم وهو خلاف المشهور ويحتمل ان يكون ذكر النساء على سبيل المثال والمراد جميع الخصائص

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ تمام خصائص نبی مین رسول اللہ اور ائمہ مشترک ہین حالانکہ یہ اشتراک خلاف مشہور ہی اور نیز احتمال ہی کہ امام نے عورتون کا ذکر بطور مثال پیش کیا اور درحقیقت کل خصائص کا استثنا مقصود ہو

مین کہتا ہون کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابہ مین کئی محمد بن مسلم تھے منجملہ اُن کے ایک غیر معتمد تھا جو حدیثون مین تدلیس کیا کرتا تھا نہ معلوم حدیث مذکور کون سے محمد بن مسلم نے بیان کی تھی لہذا یہ حدیث قابل احتجاج نہین ہی اور اگر ہم اسکی صحت تسلیم بھی کرلین تو حضرات ائمہ کا بعد رسول آن جناب کی جگہہ واجب الاطاعت ہونا یقینی ہی یہی منزلت کا مطلب ہے،

سادائیون کا زور عوام پر تین چیزون سے بہت کچھ چلتا ہی اول حدیث موالات سے دوسرے حدیث منزلت سے تیسرے آیہ مباہلہ سے پہلی حدیث کا حل تو بتشریح ہوچکا اب حدیث منزلت سے بحث کی جاتی ہے - مین کہتا ہون حدیث معہود امیرالمومنین کی خلافت پر دلیل بین ہے اسکو مساواۃ فی المرتبہ سے کوئی تعلق نہین ہی اگر کوئی غالی یہ کہے کہ جناب رسول نے حضرت امیر سے صرف نبوت کو مستثنے کیا تھا اسکے علاوہ کل صفات ہارونی سے امیرالمومنین ع کو متصف ماننا لازم ہی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جسطرح حضرت ہارون زندگی جناب موسی مین امت کیلیے امام مفترض الطاعۃ تھے اسیطرح امیرالمومنین کو بھی حیات رسول مین واجب الاطاعت

سمجھنا چاہیے،

اس سوال کا جواب مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار جلد نہم صفحہ ۲۷۵ مین یون دیا ہے

قيل لو خلينا وظاهر الكلام لاوجبنا ما ذكرته غير ان الاجماع مانع منه لان الامة لا تختلف في انه لم يكن مشاركا للرسول في فرض الطاعة على الامة على جميع احوال حيوته حسب ما كان عليه هارون في حيوة موسى ومن قال منهم انه كان مفترض الطاعة في تلك الاحوال يجعل ذالك في احوال غيبة الرسول على وجه الخلافة لا في احوال حضوره واذا خرجت الحيوة بالدليل ثبت الاحوال بعد الوفاة بمقتضى اللفظ

اگر ظاہر کلام پر ہم اکتفا کرین تو یہی لازم آتا ہے جو تم نے کہا ہے لیکن اجماع اس سے روکتا ہے اس لیے کہ ساری امت کا اتفاق ہے اس بات پر کہ جناب امیر امت کے لیے فرض طاعت مین رسول اللہ کے شریک آنجناب کے اوقات زندگی مین نہ تھے جسطرح حضرت ہارون زندگی جناب موسے مین مفترض الاطاعت تھے۔ اور جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ امیر المومنین جناب رسول کی حالات زندگی مین مفترض الاطاعت تھے تو وہ اس اطاعت کو اس زمانہ مین فرض قرار دیتا ہے کہ جب رسول حضرت علی کو خلیفہ بنا کے سفر کیا کرتے تھے رسول کی موجودگی مین وہ جناب امیر کی اطاعت کو فرض نہین کہتا ہے پس جبکہ دلیل سے حیات رسول کا زمانہ خارج ہو گیا تو الفاظ حدیث کے [illegible] کی موجب امیر المومنین کی اطاعت بعد وفات رسول

مین کہتا ہون حضرت امیرالمومنین کا غیبت و وفات رسول کے بعد آنحضرت صلعم کی نیابت مین مفترض الاطاعۃ ہونا بے اشکال ہے لیکن رسول اللہ کی موجودگی مین آپ کی اطاعت مطلقہ کا فرض ہونا محل کلام ہے اور حضرت ہارون پر قیاس صحیح نہین ہے اس لیے کہ جناب ہارون حضرت موسے کے صرف خلیفہ اور وزیر ہی نہ تھے بلکہ آپ پیغمبر بھی تھے اور پیغمبر کی اطاعت امت پر علی الاطلاق واجب ہوتی ہے اور امیرالمومنین سے نبوت مستثنےٰ کردی گئی تو صرف خلافت و وزارت باقی رہ گئی پس یہ دونون باتین رسول اللہ کی موجودگی مین وجوب اطاعت مطلقہ کی موجب نہین ہین

آیہ مباہلہ سے بھی مرتبہ کی مساوات پر استدلال نہین ہو سکتا اس لیے کہ علامہ مجلسی نے بحارالانوار جلد نہم صفحہ ۶۳ مین تحریر فرمایا ہے

ولما ثبت انه المقصود بنفس الرسول فی هذه الآیة ولیس المراد النفسیة الحقیقیة لامتناع اتحاد الاثنین فیکون اقرب المجازات الی الحقیقة اشتراکهما فی الصفات والکمالات و خرجت النبوة بالدلیل فبقی غیرها ومن جملتها وجوب الطاعة والریاسة العامة

جبکہ ثابت ہو چکا کہ آیہ مباہلہ مین نفس رسول سے مراد جناب امیر ہین اور حضرت کا حقیقۃ نفس رسول ہونا مقصود نہین ہے کہ دو چیزون مین حقیقی اتحاد محال ہے لہذا آپ مین وہ مجاز مراد ہوگا جو حقیقت سے قریب تر ہے یعنی دونون بزرگوارون کی صفات و کمالات مین شرکت سمجھی جائیگی لیکن نبوت پس وہ تو دلیل سے خارج ہو چکی اسکے علاوہ اور فضائل باقی رہگئے منجملہ اُن کے وجوب طاعت اور ریاست عامہ

والفضل علی من سواه فی مناقب الفضائل — اور رسول اللہ کے سوا جناب امیر کا سب سے تمام فضائل مین افضل ہونا ہے

مین کہتا ہون کہ جب ادلۂ قاطعہ نے حضرت امیر المومنین سے نبوت کو مستثنےٰ کردیا تو نبوت کی وجہ سے جو شرف وبزرگی اور فضیلت جناب رسول کو حضرت امیر کے مقابلہ مین حاصل تھی وہ بھی مستثنےٰ ماننی پڑیگی نیز وہ کمالات بھی مستثنےٰ کرنے ہونگے جو لوازم نبوت خاتمیہ ہین اور وہ خصائص بھی جو صرف رسول اللہ سے مخصوص ہین - ان کے علاوہ ہم کل فضائل وکمالات ومراتب ومناقب مین حضرت امیر المومنین کی شرکت رسول اللہؐ کے ساتھ تسلیم کرتے ہین بلکہ اس کا عقیدہ عین ایمان وعرفان ہے اور یہی نبی ووصی مین مساواۃ ہے جسکے ہم قائل ومعتقد ہین اللھم تقبل منا بجاہ محمد وآلہ

مساواۃ کا ساتوان ماخذ بحار جلد ہفتم صفحہ ۲۶ مین اور اصول کافی کتاب الحجۃ مین یہ حدیث منقول ہے،

جری لھم من الفضل والطاعۃ مثل ما جری لرسول اللہ وانھم فی الفضل سواء — ائمۂ طاہرین فضیلت واطاعت مین رسول اللہ کے مثل ہین اور یہ سب کے سب فضیلت مین برابر ہین

اس فضیلت سے مراد وہی فضیلت ہے جسمین ائمہ کی رسول اللہ سے برابری ہوسکتی ہے ورنہ اس کے خلاف دوسری حدیثون مین فضیلت کا متفاوت ہونا مذکور ہے، ان مین سے دو حدیثین پیشتر لکھی گیئین ایک اور حدیث اصول کافی کتاب الحجۃ مین اور بحار جلد ۷ صفحہ ۲۶۰ مین ہے جو امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے،

فقال لا یستکمل عبد الایمان
حتی یعرف انہ یجری لآخرھم
ما یجری لاولھم فی الحجۃ و
الطاعۃ والحلال والحرام سواء
ولمحمد وامیر المومنین
فضلھما

فرمایا کوئی بندہ اپنا ایمان کامل نہین کرتا
یہان تک کہ وہ عارف ہو جائے اس بات سے
کہ اُن کے آخر کیلیئے وہی جاری ہوتا ہے جو اُن کے
اول کیلیئے جاری ہو چکا ہی یہ سب حجت و
طاعت اور حلال و حرام مین یکسان ہین
مگر محمد و علی کے لیے ان کی فضیلت ہے،

نبوت خاتمیہ کا دسوان کمال یہ ہی کہ جناب خاتم الانبیاء خدا کی طرف سے ہر قسم کی وحی پر فائز ہوے تھے. قرآن مین خدانے وحی کی چار صورتین بیان فرمائی ہین جیسا کہ بحار الانوار جلد ۶ باب صدر الوحی مین علامہ مجلسی نے لکھا ہی،

ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ
الا وحیا ای الھاما وقذفا فی
القلوب او القاء فی المنام او من
وراء حجاب کما کلم موسی بخلق
الصوت فی الطور وکما کلم نبینا
فی المعراج ... او یرسل رسولا
ای ملکا فیوحی باذنہ ما یشاء
فظھر ان وحیہ تعالی منحصر فی
اربعۃ اقسام اما بالالھام او الا
لقاء فی المنام او بخلق الصوت بحیث

کسی بشر کیلیئے سزاوار نہین ہے کہ اللہ اُس سے
کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ سے یعنی الہام سے
اور دل مین ڈالنے سے یا خواب مین القا سے
یا پس پردہ سے جسطرح سے حضرت موسی سے
کوہ طور مین آواز پیدا کرکے اور ہمارے نبی
سے معراج مین کلام کیا یا وہ کسی فرشتہ کو
بھیجتا ہی اور اپنے علم سے جو چاہتا ہی وحی فرماتا
ہے پس ظاہر ہو گیا کہ خدا کی وحی چار قسمون مین
منحصر ہی یا وہ الہام ہی۔ یا خواب مین القا سے
یا کسی چیز مین آواز پیدا کرنے سے ہوتی ہے

فيسمعه الموحى اليه او بارسال ملك وعلم الملك الضروري يكون على هذه الوجوه

اس طرح سے کہ اس آواز کو وہ شخص سن لیتا ہے جسکی طرف وحی کی گئی ہو یا فرشتہ کے بھیجنے سے وحی ہوتی ہو اور فرشتون کو بھی ان ہی وجوہ سے

مین کہتا ہون تتبع روایات سے یہ ثابت ہوا ہی کہ انبیا سے سابقین مین سے کوئی نبی وحی کی چار قسمون کے ساتھ متصف نہین ہوا یہ فضیلت صرف جناب سید عالم کے لیے خاص ہی۔ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ ہر ایک قسم کی وحی صرف نبی و رسول سے مخصوص ہے۔ امام پر الہام ہوتا ہے مگر اسکو وحی نہین کہتے ہین کہ وحی صرف نبی و رسول پر ہوتی تھی،

بحار الانوار جلد ۶ باب مذکور مین شیخ مفید علیہ الرحمہ کا قول نقل کیا گیا ہے

قال المفيد في شرح الاعتقاد اصل الوحي هو الكلام الخفي واذا اضيفت الى الله تعالى كان فيما يخص به الرسل صلى الله عليهم خاصة دون من سواهم على عرف الاسلام وشريعة النبي؛

شیخ مفید نے اعتقادیہ صدوق کی شرح مین فرمایا ہی لغت کے لحاظ سے وحی بمعنی کلام خفی ہی اور جب وحی خدا کی طرف منسوب ہوتی ہی تو اسکا اطلاق صرف ان چیزون پر ہوتا ہی جو خاص کر رسولون پر خدا کی طرف سے وارد ہوتی ہین عرف اسلام اور شریعۃ نبی مین وحی کا استعمال غیر نبی کے لیے نہین ہی،

خدا نے بے واسطہ مخلوق اپنے حبیب کو تعلیم عطا فرمائی اور اب بھی سلسلۂ فیض جاری ہی اور آئندہ رہے گا۔ خدا اپنے حبیب کو اسوقت سے تعلیم دیرہا ہے کہ جب سے عالم نور مین آپ کا ظہور ہوا ہے۔ خدا نے اپنے رسول کو ہر زمانہ مین

بقدر ضرورت و مشیت تعلیم دی۔ کبھی اجمالی اور کبھی تفصیلی تاکہ نقص کے عیب سے دامن عصمت محفوظ رہے علوم الٰہیہ نامتناہی اور غیر محدود ہین جو زمانہ محدود مین کسی کو حاصل نہین ہو سکتے۔ غیر متناہی چیز کی تعلیم کے لیے زمانہ بھی غیر متناہی درکار ہے پس جو لوگ یہ کہتے ہین کہ خدا نے اپنا پورا علم واقعی طور سے رسول اللہ اور ائمہ معصومین کو عطا فرمایا تھا کوئی بات پوشیدہ نہین رکھی تھی یہ کج فہمی ہے۔ یہ ذوات قدسیہ مخلوق الٰہی ہین۔ حادث ہین۔ قدیم و ازلی نہین ہین پھر اُن کو قدیم و ازلی خدا کا غیر متناہی علم اور وہ بھی پورا پورا کیونکر حاصل ہو سکتا تھا،

بعض لوگ علم تفصیلی کو حضرات معصومین کے لیے موجب کمال بتاتے ہین یہ انکی غلط فہمی ہے ورنہ اگر علم مذکور کو باعث کمال مانا جائیگا تو کسی وقت مین یہ حضرات باکمال متصور نہ ہونگے اسلیے کہ علم تفصیلی کی تعلیم کسی وقت مین ختم نہین ہوئی اور نہ آئندہ ختم ہوگی وجہ اسکی وہی ہے کہ علوم الٰہیہ غیر متناہی ہین پس جب تک تعلیم ختم نہو کمال حاصل نہین ہو سکتا۔ ہان اجمالی تعلیم موجب کمال ہے جو بقدر ضرورت و مصلحت ہر زمانہ مین جاری رہی جس کا خلاصہ قرآن مجید کی ایک آیت مین بیان ہوا ہے۔ یعنی علمک ما لم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما اے رسول تم کو اللہ نے وہ چیزین سکھادین جو تم نہین جانتے تھے اور خدا کا فضل تم پر عظیم ہے مینے اپنے رسالہ نجم الاعتقاد مین علم اجمالی کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اور عالم نور مین اُن حضرات کی تفصیلی تعلیم کے ختم ہونے کا انکار کیا ہے۔ میرے مضمون کو دیکھکر غصہ مین ناک چڑھانا ایک فضول بات ہے ہان اگر دعواے علمیت ہے تو میرے رسالہ کا جواب دیا ہوتا اور میری دلیلون کو توڑا ہوتا یہ کچھ بھی نہ کیا خواہ مخواہ بے دلیل

لکھ مارا کہ علم تفصیل موجب کمال ہے،

علوم معصومین دو قسم کے ہیں ایک وہ جو معارف الہیہ سے متعلق ہیں۔ دوسرے علوم وہ ہیں جو اخبار غیب اور احکام شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔

میرا عقیدہ ہے کہ میرا رسول اور میرے ائمہ ہرگز کسی مخلوق کے شاگرد نہیں ہیں بلکہ معارف الہیہ ان حضرات کو بالہام ربانی حاصل ہوئے تھے،

بحار الانوار میں ہے حضرت امیر المومنین ع نے سائل کے جواب میں فرمایا تھا میں نے خدا کے ذریعہ سے رسول اللہ کو پہچانا ہے۔ میں قائل ہوں کہ جناب رسالتمآب نے دوسری نوعیت کی تعلیم بھی خدا کے سوا کسی سے نہیں پائی جبرئیل امین آپکے حقیقی معلم نہ تھے بلکہ خدائی پیاموں کے ایلچی تھے۔ لیکن حضرت امیر المومنین ع کو جناب رسول اللہ نے حقیقی طور سے تعلیم دی تھی جسکی توضیح رسالہ النجم الاعتقاد میں کر چکا ہوں، تفویض امامت کے وقت رسول اللہ نے اپنی وصی و نائب امیر المومنین کو اپنی شریعت وغیرہ کے متعلق قوانین کلیہ سکھائے تھے کہ آپ کے بعد ایک قاعدہ سے ہزارہا جزئیات کا یقینی کشف بذریعہ الہام وقت ضرورت ان جناب کو ہوتا رہا۔ یہی حال ہر امام کا ہے کہ اُس نے اپنے امام سابق سے تعلیم پائی تھی۔ علامہ مجلسی نے مراۃ العقول کتاب الحجۃ صفحہ ۱۶۹ میں تحریر فرمایا ہے

الثانی ان یفیض علیھم علیھم السلام تفاصیل ما عندھم مجملا و ان امکنھم استخراج التفاصیل مما عندھم من اصول العلم و مواد	دوم یہ کہ حضرات معصومین پر خدا ان مجملات کی تفاصیل کا فیضان کرتا تھا جو آنحضرت کے علم میں ہوتی تھیں اگرچہ تفاصیل کا اخراج ان اصول و مواد علم سے بھی ممکن تھا جو ان کے پاس تھے،

اب سوال یہ ہی کہ حضرات ائمہ کو اصول و مواد علم کہان سے حاصل ہوئے
اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ نے تعلیم دیے۔ اتنا یاد رہے کہ اس سے
مراد احکام شریعت اور اخبار غیب کی تعلیم ہی جیسا کہ نجم الاعتقاد مین اس کا ثبوت
دیا گیا ہے،

اصول کافی کتاب الحجۃ باب ما نص اللہ و رسولہ علی الائمۃ مین امام
جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث طویل منقول ہی جس کا آخری حصہ یہ ہے

ثم اتاہ جبرئیل فقال یا
محمد انک قد قضیت نبوتک
واستکملت ایامک فاجعل الاسم
الاکبر و میراث العلم و آثار علم
النبوۃ عند علی فانی لم اترک
الارض الا ولی فیھا عالم یعرف
بہ طاعتی و یعرف بہ ولایتی
و یکون حجۃ لمن یولد مابین
قبض النبی الی خروج النبی
الآخر قال فاوصی الیہ بالاسم
الاکبر و میراث العلم و آثار علم
النبوۃ و اوصی الیہ الف کلمۃ
و الف باب یفتح کل کلمۃ و کل باب

پھر رسول اللہ صلعم کی خدمت مین جبرئیل حاضر
ہو کر بولے اے محمد آپنے اپنی نبوت کو پورا کر لیا
آپ کا زمانۂ حیات کامل ہو گیا اب آپ اسم اعظم
اور میراث علم اور علم نبوت کے آثار علی کو دے
دیجیے کہ خدا فرماتا ہی مین نے زمین کو کبھی خالی
نہین چھوڑا اگر یہ کہ ایک عالم میری طرف سے
اس مین ضرور رہا ہے جسکی وجہ سے میری طاعت
اور ولایت پہچانی جاتی تھی اور ایک نبی سے
دوسرے نبی تک جتنے لوگ پیدا ہوتے تھے انکے
لیے وہ حجت ہوتا تھا۔ امام نے فرمایا پس
رسول اللہ نے حضرت علی کو اسم اعظم اور میراث علم
اور علم نبوت کے آثار اور ایکہزار کلمے اور ایکہزار باب
تعلیم فرمائے کہ ہر کلمہ اور ہر باب نے ایک ہزار

الف کلمة والف باب، کھلے اور انکے ہزار باب اور کھولدیئے،

مجلسی علیہ الرحمہ نے مراۃ العقول کتاب الحجۃ صفحہ ۲۲۰ مین الف کلمہ کی شرح فرمائی ہے،

قوله الف باب تفسیر لالف کلمة او احدهما متعلق بالاحکام والآخر بغیرها ویحتمل ان یکون المراد بالف کلمة والف باب قواعد کلیة اصولیة وقوانین مضبوطة جلیة یمکننا ان یستنبط منها احکاما جزئیة ومسائل فرعیة تفصیلیة لکن لا کاستنباطنا بالظن والتخمین بل استخراجا بالعلم والیقین

قول امام الف باب یا تفسیر ہے الف کلمہ کی یا الف کلمہ سے احکام شریعت اور الف باب سے دوسری باتین مراد ہین۔ اور احتمال ہے کہ الف کلمہ سے اور الف باب سے قواعد کلیہ اصولیہ اور قوانین محکمہ مجلیہ مراد ہون جن کی وجہ سے احکام جزئیہ اور مسائل فرعیہ مفصلہ کا استنباط ہو سکے لیکن نہ اسطرح کہ جیسے ہم لوگ ظن اور تخمینہ سے جزئیات کا استنباط کیا کرتے ہین بلکہ اُن حضرات کا استنباط علم و یقین سے ہوتا تھا،

علامہ مجلسی نے مراۃ العقول کتاب الحجۃ صفحہ ۲۲۱ مین شیخ مفید کا قول نقل کیا ہے جسمین ارشاد امیر المومنین حدثنی رسول اللہ الف باب یفتح کل باب الف باب (مجھ سے رسول اللہ نے ہزار باب بیان کیے کہ ہر باب سے ہزار باب مفتوح ہو گئے) کی شرح مین ہزار باب کی توضیح و تاویل کرکے تحریر فرمایا ہے

وقال بعض الشیعة ان معنی هذا القول ان النبی نص علی صفة

بعض شیعون نے کہا ہے کہ قول امیر المومنین کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ نے ہر مسئلہ کی جسمین

ما فیہ الحکم علی الجملۃ دون
التفصیل کقولہ یحرم من الرضاع
ما یحرم من النسب فکان ھذا
بابا استفید منہ تحریم
الاخت من الرضاعۃ
والام من الرضاعۃ والخالۃ
والعمۃ وبنت الاخ و
بنت الاخت
وکقول الصادق الربوا فی المکیل
والموزون فاستفید من
ذالک الحکم فی اصناف
المکیلات والموزونات

حکم تھا اجمالی صفت آنحضرت کو بتائی تھی کہ
تفصیل بیان فرمائی تھی مثلاً آنجناب نے مجملاً
فرمایا رضاع سے وہ عورتین حرام ہو جاتی ہین جو
نسب کے حرام ہوتی ہین۔ پس یہ ایک باب
ہو گیا اور اس سے رضاعی بہن اور رضاعی
مان اور رضاعی خالہ اور پھوپی اور بھتیجی اور
بھانجی کا حکم سمجھ مین آگیا کہ یہ سب عورتین
حرام ہین۔
اور مثل قول صادق آل محمد کہ ربا ان چیزون مین
ہوتا ہی جو پیمانہ اور وزن مین آتی ہین
(پس یہ ایک باب ہی) اس سے کل کیلات
اور موزونات کا حکم سمجھ مین آگیا۔

غرض یہ ہے کہ جناب رسول خدا نے اسی نوعیت کے ہزار اصول اپنے
وصی کو تعلیم فرمائے تھے جن سے ہزارہا فروع خود بخود آنحضرت پر یقینی طور سے
منکشف ہو گئین،

شیخ مفید علیہ الرحمہ کا قول نقل کرنے کے بعد مجلسی علیہ الرحمہ نے اپنا فیصلہ لکھا ہے

والظاھر ان المراد انہ علمہ
الف نوع من انواع استنباط
العلوم یستنبط من کل منھا

اور ظاہر یہ ہے کہ امیر المومنین کا مقصود یہ ہے
کہ رسول اللہ نے ان حضرت کو ہزار طریقے استخراج
احکام کی انواع مین سے تعلیم فرمائے تھے کہ وہ حضرت

الف مسئلة والف نوع
والاجتهاد انما يمنع منه
لابتنائه على الظن
وهو لا يغنى من الحق شيئا
فاذا علم الرسول
كيفية الاستخراج على
وجه العلم واليقين
بحكمته تعالى فليس من
الاجتهاد فى شيئ

ہر ایک نوع سے ایک ہزار مسائل یا ایک ہزار
نواع مسائل کا استنباط کرتے تھے اور یہ اجتہاد نہیں ہے کہ اجتہاد
اُن حضرت کے لیے ممنوع تھا کہ اجتہاد کی بنا
ظن پر ہوتی ہے اور وہ حق سے کچھ بھی غنی نہیں
کرتا ہے پس جبکہ رسول اللہ نے علم ویقین کے ساتھ
حکمت الٰہیہ کے مطابق احکام کے اخراج کا طریقہ
اپنے وصی کو بتا دیا تھا تو اسکو اجتہاد سے کچھ
بھی تعلق نہیں ہے کہ اجتہادی حکم اکثر ظنی ہوتا
ہے لیکن امیر المومنین کے بیان کردہ احکام ہمیشہ
یقینی ہوتے تھے ۔

اصول کافی کتاب الحجۃ میں ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تھا

ان عندنا علم التوراة والانجيل
والزبور وتبيان ما فى الالواح
قال قلت ان هذا لهو العلم
قال ليس هذا هو العلم ان
العلم هو الذى يحدث يوما
بعد يوم وساعة بعد ساعة

ہمارے پاس توریت و انجیل و زبور کا علم ہے
اور بیان ہے ان چیزوں کا جو صحف ابراہیم میں ہیں
راوی نے کہا میں نے عرض کیا۔ یہ وہی علم
ہے جو آپ حضرات سے مخصوص ہے فرمایا یہ علم
وہ نہیں ہے تحقیق وہ علم وہ ہے جو ہر روز
اور ہر ساعت کے بعد حادث ہوتا رہتا ہے،

حدیث مذکور کی شرح میں علامہ مجلسی نے مراۃ العقول کتاب الحجۃ
صفحہ ۱۶۹ میں لکھا ہے،

ومنها اشكال قوي وهو انه
قد دلت الاخبار الكثيرة
على ان النبي كان يعلم علم
ما كان وما يكون وجميع الشرائع
والاحكام وانه قد علم ذالك
امير المومنين وكذا
امير المومنين علم الحسن
عليهما السلام وهكذا فلا
شيء يبقي بعد ذالك حتى
يحدث بالليل والنهار،

اس جگہ ایک اشکال قوی ہے وہ یہ ہے
کہ احادیث کثیرہ دلالت کرتی ہیں اس بات
کہ رسول اللہ جانتے تھے ان باتوں کو جو
گزر چکیں اور جو آئندہ ہونے والی تھیں
اور آگاہ تھے تمام شرایع اور احکام سے
اور یہ خبر بتا امیر المومنین کو آپنے تعلیم
فرمائیں اور اسیطرح امیر المومنین نے حضرت
امام حسن علیہ السلام کو سکھائیں اسیطرح ہر امام
نے دوسرے امام کو تعلیم دی تھی نہیں کوئی
چیز اسکے بعد باقی رہ گئی جو دن اور رات
میں انحضرت کے لیے حادث ہوتی؟

اس اعتراض کے مجلسی نے چند جوابات دیے ہیں اُن میں سے
چوتھا جواب ممدوح نے اپنی طرف سے دیا ہے وہ یہ ہے

الرابع ما خطر بالبال و
لعله اقوى الوجوه وهو
ان يلوح من فحاوي الاخبار
الكثيرة انهم عليهم السلام
في جميع النشأت اي قبل
حلول ارواحهم المطهرة

چوتھا جواب یہ ہے جو میرے دل میں آیا
ہے شاید یہ جواب دوسرے اجوبہ سے
قوی تر ہو وہ یہ ہے جو احادیث کثیرہ کے
فحوی سے ظاہر ہوتا ہے کہ معصومین علیہم السلام
آفرینش کے تمام عالموں میں یعنی اُنکے
مقدس جسموں میں ارواح طیبہ کے حلول

في الاجساد المقدسة وبعد حلولها فيها وبعد مفارقتها عن الابدان وعروجها الى عالم القدس لهم ترقيات في المعارف الربانية ودرجات الكمال ولا يزالون سائرون على معارج القرب والوصال وغائصون في بحار انوار معرفة ذي الجلال اذ لا غاية لمدارج عرفانه وحبه وقربه تعالى وبين درجة الربوبية ومراتب العبودية منازل لا تحصى فاذا عرفت ذالك فافهم انهم اذا تعلموا في بدو امامتهم من الامام قدرا من العلوم والمعارف فلا محالة لا يقفون في تلك المرتبة ويحصل لهم بسبب مزيد القرب والطاعات

ہونے سے پہلے اور اُن کے بدنوں مین حلول ارواح کے بعد اور اُن کے اجسام سے جُدا ہو کر روحون کے عالم قدس کی طرف عروج کرنے کے پیچھے ان حضرات کے لیے معارف آلٰہیہ اور درجات کمال مین تدریجی ترقیات ہین۔ یہ حضرات برابر قرب و وصال کے زینون پر چڑھتے رہے اور معرفت ذوالجلال کے سمندرون مین غوطے لگاتے رہے (یہ سلسلہ ختم نہین ہوا) اسلیئے کہ عرفان ومحبت وقرب الٰہی کے مدارج کیلیئے کوئی حد نہین ہے اور درجہ ربوبیت و مرتبہ عبودیت کے درمیان بیشمار منزلین ہین (جو کسی مخلوق سے قطع نہین ہو سکتی ہین)

پس جبکہ اتنا معلوم ہو چکا تو اب سمجھو کہ جب ان حضرات مین سے ہر ایک نے امام سابق سے اپنے زمانۂ امامت کے شروع مین علوم و معارف کی ایک مقدار حاصل کی تھی تو لا محالہ اس درجہ پر یہ حضرات متوقف نہین رہے ہونگے بلکہ قرب وطاعت کے زیادہ ہونے سے انکے

زوائد العلوم والحکم والترقیات فکیف لا یحصل لهم مع حصوله لسائر الخلق مع نقص قابلیاتهم واستعداداتهم فهم علیهم السلام بذالک اولی واحری فیمکن هذا هو المراد بالحصل آنافانا وساعة فساعة فی اللیل والنهار ولعل هذا احد وجوه استغفارهم وتوبتهم فی کل یوم سبعین مرة واکثر من غیر ذنب اذ کلما عرجوا درجة من تلک الدرجات العالیة یرون الدرجة السابقة وما وقع فیها من الطاعات والقربات ناقصة عن تلک الدرجة فیستغفرون منها ویتوبون الی الله ویتضرعون الیه فی الوصول الی ما هو اعلی منها ومن المرتبة هم فیها الخ

ان کے علوم اور حکمتوں میں اور ترقیوں میں زیادتی ہوتی رہی اور کیونکر آنحضرات کو ترقی حاصل نہوتی درانحالیکہ ساری خلقت کو ترقی ملتی ہے حالانکہ اُن کی قابلیت و استعداد ناقص ہے لہذا یہ حضرات اس ترقی کے لیے اُن سے زیادہ مستحق ہیں ممکن ہے یہی مراد ہو اس چیز سے جو ان حضرات کو شب و روز کی ہر آن و ہر ساعت میں حاصل ہوتی ہے اور شاید یہی ترقی معرفت ان کے استغفار و توبہ کی باعث ہو کہ ہر روز یہ حضرات ستر مرتبہ یا زیادہ بغیر کسی گناہ کے کیا کرتے تھے اسلیے کہ جب یہ حضرات کسی درجہ پر ان درجات عالیہ میں سے ترقی کرتے تھے تو درجہ سابقہ کو اور اُس درجہ کی طاعت و تقرب کو ناقص جانتے تھے اس درجہ سے جس میں وہ حضرات پہونچتے تھے لہذا اس طاعت ناقصہ سے استغفار کرتے تھے اور خدا کی درگاہ میں تائب ہوتے تھے اور خدا سے دعا کرتے تھے اس درجہ میں پہونچنے کی جو اس سے اعلی اور حاصل شدہ درجہ سے بہتر ہوتا تھا۔

مرآۃ العقول کتاب الحجۃ صفحہ ۱۹۶ مین علامہ مجلسی نے حضرات ائمہ کے متعلق فرمایا ہے،

مفهمون من جهة النبی فهمهم القرآن وتفسیره وتاویله وغیرذالك من العلوم والمعارف محدثون عن الملك،

یہ حضرات جناب رسالتمآب کے ذریعہ سے تعلیم پائے ہوے ہین اُن جناب نے ان کو قران کی تعلیم دی ہے اور اُسکی تفسیر وتاویل بتائی اسکے علاوہ دیگر علوم ومعارف سکھائے۔ اِن حضرات سے فرشتے باتین کیا کرتے ہین،

مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار جلد نہم مین ۴۵ حدیثین اس مضمون کی درج فرمائی ہین۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ امیرالمومنین نے رسول اللہ سے تعلیم پائی تھی اِن حدیثون کا سلسلہ جلد مذکور صفحہ ۵۲۶ سے شروع ہوا ہے جس کا جی چاہے حوالہ ملائے۔ کتاب مذکور صفحہ ۵۴۵ مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ حدیث منقول ہے،

قال ان الله علم رسوله الحلال والحرام والتاویل فعلم رسول الله علمه كله عليا عليه السلام

خدا نے اپنے رسول کو حلال وحرام وتاویل کی تعلیم دی پس رسول اللہ نے اپنا سارا علم علی علیہ السلام کو سکھا دیا،

یہ حدیث پانچ طریقون سے منقول ہے، اُس کے بعد اور حدیثین اسی مضمون کی بحار مین مذکور ہین یہی وجہ ہے کہ مجلسی علیہ الرحمہ تعلیم امیرالمومنین ؑ کے منکر نہ تھے۔ کتاب شافی صفحہ ۴۸ مین جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے حدیث امیرالمومنین درج فرمائی ہے،

قال امیر المومنین بعثنی رسول اللہ الی الیمن فقلت اتبعث بی وانا شاب ولا علم لی بکثیر من الاحکام فضرب بیدہ علی صدری وقال اللھم اھد قلبہ وثبت لسانہ فما شککت فی قضاء بین اثنین

امیر المومنین ع نے فرمایا مجھے رسول اللہ ص نے یمن کیطرف بھیجا مین نے عرض کیا آپ مجھے روانہ کرتے ہین درآنحالیکہ مین جوان ہون اور بہت سے احکام مجھے معلوم نہین ہین پس آنحضرت ص نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا اللھم اھد قلبہ وثبت لسانہ اُس کے بعد مجھے دو شخصون مین فیصلہ دینے کے لیے شک نہین ہوا۔

صدوق علیہ الرحمہ نے اپنے اعتقادیہ مین ایک طولانی حدیث لکھی ہی جس سے امیر المومنین ع کا رسول اللہ ص سے تعلیم پانا صاف صاف معلوم ہوتا ہے۔ خدا جانے لوگ کیون انکار کرتے ہین اور رسول اللہ کی ایک فضیلت کو جو بمقابلہ امیر المومنین حاصل تھی کیون پوشیدہ کرنے کی سعی لاحاصل کرتے ہین۔ احادیث صحیحہ کو چھوڑ کر اپنے اختراعی قیاس سے کام لیتے ہین،

مرآۃ العقول کتاب الحجۃ صفحہ ۱۹۷ مین علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے

قال اللہ عزوجل وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا وما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان قال الطبرسی ای مثل ما اوحینا الی الانبیاء

خدائے عزوجل نے فرمایا اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے روح تمھاری طرف وحی کے ذریعہ سے بھیجی تم نہین جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا ہی، محقق طبرسی نے (مجمع البیان مین) فرمایا ہے جس طرح ہمنے تم سے پہلے انبیاء کیطرف

فبذلک اوحینا الیک روحا
من امرنا یعنی الوحی بامرنا
ومعناہ القرآن لانہ یھتدی
بہ ففیہ حیوۃ من موت
الکفر ۔ قیل ھو روح القدس
وقیل ھو ملک اعظم من جبرئیل
ومیکائیل کان مع رسول اللہ
عن ابی جعفر وابی عبد اللہ
قالا لم یصعد الی السماء
وانہ لفینا،
ماکنت تدری یا محمد قبل
الوحی ما الکتاب ولا الایمان
ای ما القرآن ولا الشرائع
ومعالم الایمان وقیل معناہ
ولا اھل الایمان ای من الذی
یؤمن ومن الذی لا یؤمن
وھذا من باب حذف
المضاف ولکن جعلناہ نورا
ای جعلنا الروح الذی ھو

وحی کی اسی طرح ہمنے اپنے حکم سے روح یعنی
وحی بھیجی اور روح سے مراد قرآن ہے کہ
اس سے ہدایت ملتی ہے پس اس قرآن مین
موت کفر سے بچنے کے لیے حیوۃ ہے اور
کہا گیا ہے روح سے مراد روح القدس ہے
اور کہا گیا ہے کہ وہ ایک فرشتہ ہے جو امین
وحی اور میکائیل سے اعظم ہے جو رسول اللہ کے ہمراہ
رہتا تھا ۔ امام محمد باقر و صادق ع نے فرمایا
اس روح اعظم نے آسمان کی طرف صعود نہین
کیا وہ ہم مین موجود ہے ؛
تم اے محمد وحی سے پہلے کتاب اور ایمان کو
نہین جانتے تھے یعنی واقف نہ تھے کہ قرآن
اور احکام شریعت اور معالم اسلام کیا
ہین اور کہا گیا ہے مطلب آیت کا یہ ہے کہ
تم اہل ایمان کو نہین جانتے تھے یعنی آگاہ
نہ تھے کون ایمان لائیگا ۔ اور کون مومن نہ ہوگا
اس مطلب کی صورت مین لفظ اہل جو مضاف
ہے حذف مانا جائے گا ۔ لکن جعلناہ
نورا یعنی ہمنے اس روح کو جو قرآن ہے نور

القرآن نورا فیه معالم الدین — بنایا کہ اس میں دین کے معالم ہیں

مجلسی رح نے آیۂ مذکورہ کے متعلق مفسر بیضاوی کا قول لکھنے کے بعد تحریر فرمایا ہے،

قیل قوله من امرنا صفة لروحا اوحالا عنه یعنی من عالم الامر وهو عالم المجردات لا من عالم الخلق وهو عالم المادیات کما قیل فی قوله الا له الخلق والامر وقوله قل الروح من امر ربی۔ ومنهم من یحمل الروح علی العقل وانزاله علی ارتباطه بالنفس واشراقه علیها وکل ذالک مبنی علی اثبات مجرد سوی الله وهو مما لا یجتری علیه کما عرفت مرارا لکن یمکن ان یکون المراد انه من عالم الملکوت والسماویات والملائکة

کہا گیا ہے قول خدا من امرنا روح کی صفت ہے یا اس کا حال ہے پس مطلب یہ ہوا کہ ہمنے ایسی روح بھیجی جو عالم امر ہے اور وہ عالم مجردات ہے وہ عالم خلق نہیں ہے کہ وہ عالم مادیات ہے، قولِ خدا الا له الخلق والامر اور قل الروح من امر ربی کے متعلق بھی ایسا ہی کہا گیا ہے۔ اور بعض نے ان میں سے روح سے عقل کلی مراد لی ہے اور نازل کرنے سے اس کا نفس سے تعلق اور عقل کا نفس پر اشراق مراد لیا ہے یہ سب باتیں اسپر موقوف ہیں کہ خدا کے سوا مجردات کا وجود مسلم ہو مگر اس کے موجود ماننے پر جرات نہیں کی جا سکتی ہے جیسا کہ بیشتر چند جگہ اس کا بیان گذر گیا لیکن یہ ممکن ہے کہ عالم امر سے عالم

والروحانیات لا من العناصر والارضیات

ملکوت اور سماویات اور ملائکہ اور روحانیات مراد ہو نہ عالم عناصر و ارضیات

مین کہتا ہون کہ قول محقق طبرسی اور علامہ مجلسی سے روح مذکور کے متعلق جو کچھ ظاہر ہوا وہ بے اشکال صحیح ہی اب رہے دوسرے اقوال وہ سب ضعیف ہین کہ صیغہ مجہول اُن کے لیے استعمال کیا گیا ہے جو ضعف کی علامت ہی عاقل کو چاہیے کہ اقوال ضعیفہ سے اپنے عقیدہ کو ضعیف نہ بنائے۔ نیز عقل کلی طولی سے علوم معصومین کو ماخوذ بتانا صوفیہ کا عقیدہ ہی،

مرآۃ العقول کتاب الحجت صفحہ ۱۸۴ مین ہی،

ان اللہ علم النبی جل نقوش اللوح المحفوظ المتعلقۃ بما مضی وما سیکون ونقوش اللوح المحفوظ قسمان قسم فیہ المشیتہ والبداء یجری فیہ وقسم محتوم لا یجری فیہ البداء

خدا نے اپنے رسول کو لوح محفوظ کی ساری تحریر تعلیم فرمائی جو گذشتہ اور آئندہ سے متعلق ہے اور لوح محفوظ کی تحریر دو قسم کی ہے ایک قسم وہ ہی جس مین اللہ کی مشیت اور بدا جاری ہوتا ہی اور دوسری قسم حتمی ہی جسمین بدا جاری نہو گا،

اصول کافی کتاب الحجۃ باب جمع القرآن مین صادق آل محمد سے آیہ ومن عندہٗ علم الکتاب کے متعلق منقول ہی،

ایانا عنی وعلی اولنا وافضلنا وخیرنا بعد النبیؐ

اس سے مراد ہم ہین اور حضرت علی ہمارے اول ہین ہم سے افضل ہین اور بعد رسول ہم سے بہتر ہین،

اس حدیث کی شرح مین مجلسی نے مرآۃ العقول کتاب الحجہ صفحہ ۱۷۲ مین لکھا ہی،

وعلی اولنا ای وانکما فی العلم سواء
وعندنا جمیع علم الکتاب لکن علیا علیه السلام
له الفضل علینا بالسبق وکثرة الجهاد و
تاسیس الاسلام وکون علمنا منه

حضرت علی ہمارے اول ہیں یعنی اگرچہ ہم سب اہلبیت علم میں برابر
ہیں اور ہم سب کے پاس علم قرآن جو ہے لیکن حضرت علی
کو ہم پر فضیلت ہے کہ آپ سابق الاسلام ہیں آپنے بکثرت
جہاد کیے آپکی وجہ سے اسلام محکم ہوا ہم کو آپ سے علم ملا

بحار جلد ۲ صفحہ ۲۰۶ مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے،

ان الله علما خاصا وعلما عاما فاما العلم
الخاص فالعلم الذی لم یطلع علیه
ملائکة المقربین وانبیائه المرسلین واما
العلم العام فانه العلم الذی اطلع علیه
ملائکة المقربون وانبیائه المرسلون فقد وقع الینا من رسول الله

فرمایا خدا کے دو علم ہین ایک علم خاص دوسرا علم عام پس
علم خاص وہ علم ہے جسپر اسنے نہ مقرب فرشتون کو مطلع کیا اور
نہ انبیاء مرسلین کو اطلاع دی ہے اور علم عام وہی ہے جس سے
خدا کے مقرب فرشتے اور اسکے انبیاء مرسل باخبر ہوے پس
وہی علم ہمارے پاس رسول اللہ سے پہونچا ہے،

بحار جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے شب قدر کے متعلق منقول ہے

لیلة القدر کل امر حکیم ای یقدر الله
کل امر من الحق ومن الباطل وما یکون
فی تلک السنة وله فیه البداء والمشیة
یقدم ما یشاء ویؤخر ما یشاء من
الاجال والارزاق والبلایا و
الامراض ویزید فیها ما یشاء
ویلقیه رسول الله الی امیر المؤمنین
ویلقیه امیر المؤمنین الی الائمة

شب قدر مین ہر کام حکمت والا معین ہوتا ہے یعنی خدا
عزوجل اس رات مین ہر کام سے خواہ حق ہو یا باطل
ہو ان سب باتون سے جو اس سال ہونیوالی ہوتی
ہین اطلاع دیتا ہے اور ان سب امور مین خدا کیلیے
مشیت اور بدا کا اختیار ہوتا ہے کہ جسکو چاہے
وہ مقدم کر دے اور جسے چاہے موخر کر دے اموات اور
ارزاق اور بلاؤن اور علتون اور بیماریون مین سے
اور زیادہ کر دے انمین جسکی مشیت ہو ان سب

حتیٰ یلقی ذالک الی صاحب امور کی رسول اللہ جناب امیر کو اطلاع دیتے ہین اور جناب

الزمان الخ امیر دیگر ائمہ کو مطلع فرماتے ہین یہانتک کہ ان تک پہنچتا

یہ حدیث امام محمد باقر اور امام موسی کاظم علیہما السلام سے بھی منقول ہے۔ بحار جلد ۹

صفحہ ۱۲ مین قول خدا فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا کے بارے مین

ارشاد ہوا ہے،

فی قلبہ یعلم ومن خلفہ الرصد یعلمہ علمہ	امیر المومنین کے قلب مین علم ہے اور انکے پیچھے رصد ہے جو
ویزقہ العلم زقا ویعلمہ اللہ الہاما والرصد	علم انکو سکھاتا ہے اور علم سے ان کو بھرتا ہے، اور اللہ
التعلیم من النبیؐ	ان کو الہام سے تعلیم دیتا ہے اور رصد سے تعلیم نبی مراد ہے

الغرض علم امیر المومنینؑ دو قسم کا ہے ایک الہامی دوسرا تعلیم نبی سے۔ ہمنے اس مسئلہ کی

اچھی طرح وضاحت کردی ہے اسپر بھی اگر کوئی انکار کرے تو وہ جانے۔ الحاصل یہ دس

کمالات ختم نبوت ہین جو رسول اللہؐ سے مخصوص ہین۔

اب رہے وہ کمالات جو ختم نبوت سے مختص نہین ہین ان مین ائمہ طاہرین کی رسول اللہ

کے ساتھ مساوات و شرکت بے اشکال ہے مگر رسول اللہ اصل ہین اور ائمہ فروع ہین۔ مثلاً

وحدت نور۔ اتحاد طینت۔ عصمت وطہارت شرافت ونجابت۔ حجۃ اللہ ہونا۔ ایجاد عالم

کی علت غائی ہونا۔ بقاء عالم کا ان حضرات کے وجود سے وابستہ ہونا۔ صاحب اعجاز

وکرامات ہونا۔ خدا کی طرف سے ملہم بالہام ہونا۔ روح قدس پر فائز ہونا۔ قبل وجود ظاہری بقدر ضرورت

فیضان الٰہی سے مشرف ہونا۔ صاحب علم لدنی ہونا۔ گنہگاران امت کے لیے روز حشر شفیع

ہونا۔ بلکہ معصومون کی بھی شفاعت کرنا۔ درود مین شریک ہونا وغیرہ وغیرہ

درجہ ختم نبوت اور اتصاف کمالات ختم نبوت مین حضرات ائمہ کو مساوی رسالتمآب جاننا

صحیح نہین ہی اور اُس کو مذہب اثنا عشری کی طرف منسوب کرنا بہتان ہی پھر اس عقیدہ کو
امام کی اعلی معرفت قرار دینا جسارت فی الدین ہی۔ اس کا ماخذ اسکی تصریح کسی حدیث
مین نہین دیکھی گئی۔ بلکہ مجلدات بحار اور کافی اور غایۃ المرام اور انوار نعمانیہ مین تلاش
کرنے پر بھی نہین ملی۔ ہم کو امام کی اور رسول کی او خدا کی ادنی معرفت کافی ہی ادنی کے مقابل
مین اعلی کا ہونا یا ہر ادنی کے لیے اعلی کا سمجھ مین آجانا لازم نہین ہی بلکہ بعض صورتون مین
درجہ اعلی محال ہی۔ ادنی معرفت امام کا جس حدیث مین تذکرہ ہی وہ ہمنے دیکھی ہے
بحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی۔

ان افضل الفرائض واوجبها علی
الانسان معرفة الرب والاقرار له
بالعبودیة وحد المعرفة ان یعرف
انه لا اله غیره ولا شبیه له ولا
نظیر وان یعرف انه قدیم مثبت
موجود غیر فقید الخ
و بعده معرفة الرسول والشهادة
بالنبوة وادنی معرفة الرسول
الاقرار بنبوته وما اتی به من
کتاب او امر او نهی فذالک من الله
عز وجل و بعده معرفة الامام ...
وادنی معرفة الامام انه

سب سے افضل اور واجب تر فریضہ انسان پر خدا کی
معرفت اور اسکے لیے عبودیت کا اقرار ہی اور معرفت
خدا کی حد یہ ہی کہ یقین کیا جائے اس بات کا کہ
خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہی اور نہ اسکی کوئی
شبیہ ہی اور نہ اُسکے لیے کوئی نظیر ہی اور اس کا
بھی یقین ہونا چاہیے کہ خدا قدیم و ثابت ہی موجود غیر مفقود
اسکے بعد معرفت رسول واجب ہے اور نبوت کی گواہی
لازم ہی۔ اور ادنی معرفت رسول یہ ہی کہ انجناب کی
نبوت کا اور اُن چیزون کا اقرار کیا جائے جو آنحضرت
لائے تھے یعنی قرآن یا اوامر و نواہی ان سب کو
خدا کی طرف سے سمجھنا چاہیے اسکے بعد معرفت امام
واجب ہے اور ادنی معرفت امام یہ ہی کہ وہ درجہ

عدل النبی الا درجة النبوة ووارثه الخ   نبوت کے علاوہ نبی کا مماثل ہی اور اس کا وارث ہی

اس حدیث مین امام نے دو جگہ لفظ ادنی ارشاد فرمایا ہی اول معرفت رسول کے لیے دوسرے معرفت امام کے لیے لیکن اعلی معرفت کا تذکرہ اس حدیث مین نہین ہی اور نہ کسی دوسری حدیث مین تلاش کرنے پر بھی ہمکو ملا ہی۔ پس جبکہ خود امام نے رسول اللہ کی اور امام کی معرفت کا اعلی درجہ بیان نہین فرمایا ہی تو اپنے دل سے محض قیاس بنا کر کے اعلی درجہ تراشنا پھر ایسی بے اصل بات کو عین عرفان سمجھنا قابل مذمت بات ہی علاوہ اسکے جسطرح آپ نے معرفت امام کے مقابلہ مین اعلی معرفت تراشی تھی تو ادنی معرفت رسول اللہ کیلیے معرفت رسول کا اعلی درجہ بتایا ہوتا مگر ایسا نہین کیا جس سے ظاہر ہو گیا کہ رسول اللہ کی معرفت مین نقصان رہ گیا نیز جبکہ امام کو اعلی معرفت کے لحاظ سے خاتم الانبیا کا ہم پلہ اور درجہ ختم نبوت مین مساوی اور کمالات ختم نبوت سے متصف مانا تھا تو لازم تھا کہ رسول اللہ کی معرفت کیلیے اعلی درجہ تجویز کرکے ان حضرت کو خدا کا ہم پلہ اور درجہ الوہیت مین مساوی اور کمالات الوہیت سے متصف مانا ہوتا کہ اسکے سوا اور کوئی درجہ اعلی رسول اللہ کی معرفت کے لیے مفہوم ہی نہین ہو سکتا ہی۔ ہم کو دو باتوں کا افسوس ہی اول اس بات کا کہ فرقہ مساواتیہ نے ایک جگہ ادنی کو ادنی ہی چھوڑ دیا ہے اور دوسری جگہ ادنی کے لیے اعلی تجویز کر دیا ہی دوم یہ کہ ائمہ کو درجہ رسول اللہ مین مساوی قرار دیکر آنحضرت کی افضلیت عامہ کو جو کل مخلوقات الٰہی پر جن مین ائمہ طاہرین بھی شامل ہین پامال کیا ہی۔

حدیث مذکور مین لفظ ادنی بمعنے اقرب الی الفہم ہی۔ پس جو کچھ امام نے معرفت رسول اللہ اور امام کا ادنی طریقہ ہم کو بتایا ہی یہ ہمارے فہم کے مطابق ہی اسلیے کہ اعلی درجہ معرفت کا ہمارے امکان سے خارج ہی۔ وہاں تک ہمارا طائر خیال پرواز نہین کر سکتا ہی۔ لہذا اس درجہ کی معرفت کے ہم مکلف ہی نہین ہین۔ خود حضور سید عالم نے معرفت کے اعلی درجہ کا دروازہ ہمارے لیے بند کر دیا ہی اور فرمایا ہے کہ مجھے خدا کے اور علی کے سوا کسی نے

نہین پہچانا۔ اور علی کو میرے اور خدا کے سوا کسی نے نہین پہچانا اور خدا کی معرفت میرے اور علی کے سوا اور کسی کو حاصل نہین ہوئی۔ اس حد بندی کو دیکھنے کے بعد کون عاقل دعوے کریگا کہ ہم کو ان سب کی حقیقی معرفت جو اعلیٰ درجہ کی ہی حاصل ہو گئی۔ الغرض رسول اللہ کی معرفت کے لیے اعلیٰ درجہ نکال کر درجۂ الوہیت تک آنجناب کو پہچانا کفر ہے اسی طرح امام کی معرفت کے لیے اعلیٰ درجہ تراشنا اور انحضرات کو رسول اللہ کے رتبہ مخصوصہ مین مساوی جاننا بھی کفر ہے کہ اس تجویز سے رسول اللہ کا ائمہ سے افضل ہونا باطل قرار پائیگا، حالانکہ آپ کا سارے عالم سے افضل ہونا ضروریات اسلام مین شمار کیا گیا ہی لہذا ہمارے لیے معرفت کا ادنیٰ درجہ یقیناً کافی ہو اسی مین ہماری نجات ہی۔ دوسرے سوال کا جواب پہلے ہی جواب مین شامل ہو گیا۔ الحمد للہ و الشکر للہ کہ ہمارا یہ ہادی رسالہ بخیر و خوبی تمام ہوا،

اب ہم حضرات علمائے ملت کے فیصلہ مساواۃ کو ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہین جس سے ثابت ہو جائیگا کہ اقوال علما مین جہان کہین لفظ مساواۃ نبی و وصی کیلیے آیا ہی اس سے شرکت فی الفضائل مراد ہوتی ہی نہ کہ مساواۃ مطلقہ اور مرتبہ کی مساواۃ

اقتباس فیصلہ مساواۃ بیان عقیدۂ حقہ

فرقہ حقہ اثنا عشریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جناب رسالتمآب کل انبیاء و اوصیا اور جناب امیر المومنین اور دیگر ائمہ طاہرین بلکہ تمام عالم سے اشرف و اکمل و افضل ہین اور جناب رسالتمآب کے بعد حضرت امیر المومنین افضل و اشرف امت بلکہ اشرف و افضل تمام خلائق اور بمنزلہ نفس رسول ہین اور ان کی اطاعت مثل طاعت رسول خدا واجب اور اُن کی مخالفت مثل مخالفت رسول خدا حرام ہی۔ نبوت جناب رسالتمآب پر ختم ہو گئی مرتبۂ نبوت اور لوازم نبوت جناب رسالت مآب صلعم کے ساتھ مخصوص ہین جناب امیر اور

ائمہ طاہرین اوصیاء نبی ہین خود نبی نہین ہین انہین ظاہراً یا باطناً نبی جاننا گمراہی ہے
جناب رسالتمآب مقتدا ے اور مطاع تھے اور ائمہ طاہرین مقتدی اور مطیع تھے یہ سب
حضرات ایک ہی شجرہ طیبہ کے اجزا ہین لیکن رسالتمآب اصل ہین اور ائمہ طاہرین اسکی
فروع ہین۔ یہ حضرات علم و نور و عصمت وغیرہ مین جناب رسالتمآب کے مساوی تھے
یعنی ایک ہی نور سے یہ سب بزرگوار پیدا ہوے اور مثل جناب رسالتمآب معصوم
تھے اور کل علوم نبی کے وارث اور جامع تھے۔ جناب رسالتمآبؐ نے اپنے کل
علوم جناب امیر کو تعلیم فرمائے اور کل علوم نبی و جناب امیر دیگر ائمہ تک پہونچے کوئی معلوم
ایسا نہ تھا جو نبی کو معلوم اور وصی کو اس کا علم نہو اس سے معلوم ہوا کہ جناب امیر کے
علم مین کمی نہ تھی اس معنی سے جو مساواۃ کا انکار کرے وہ ناقص الایمان ہی اس کا
ایمان کم رتبہ ہی مگر چونکہ مساواۃ کا عقیدہ ضروریات مذہب مین داخل نہین ہی لہذا
جو شخص ان حضرات کی امامت کا معتقد ہو اور اُن کے مراتب عالیہ کا اور افضل خلائق
ہونے کا قائل ہو لیکن مساواۃ کا عقیدہ نہ رکھتا ہو وہ مذہب شیعہ سے خارج نہوگا۔
اگر مساواۃ کا عقیدہ ضروری ہوتا تو جن احادیث مین عقائد حقہ ضروریہ کا ذکر کیا گیا ہی
وہان حضرات معصومین یہ ذکر ترک نہ کرتے اور اسکی بھی تعلیم فرماتے حالانکہ ایسا نہین ہوا
بخلاف اسکے ایک سوال کے جواب مین یہ فرمایا تھا لایحل لک ان تسئل عن ھذا
بہرطور مساواۃ کے یہ معنی نہین ہین کہ جن امور مین جناب امیر مساوی رسول ہین انمین
جناب رسالتمآب کو جناب امیر پر کسی قسم کی فضیلت نہین ہی اور مرتبہ اور درجہ
بھی دونون بزرگوارون کا بالکل مساوی ہی ایسا عقیدہ ہرگز درست نہین ہے اور
مساواۃ مطلقہ کا قول تو حتماً غلط اور باطل ہی،

توضیح مطلب علمائے اعلام نے بحث امامت مین آیہ مباہلہ اور لفظ انفسنا سے استدلال کیا ہے اور اس مین لفظ مساوی کا استعمال کیا ہے وہان مساواۃ سے یہ مراد ہے کہ جو فضائل وکمالات موجب استحقاق خلافت ہین مثلاً علم و عصمت وغیرہ اور افضل خلق ہونے کے ان مین جناب امیرؑ اور جناب رسالتمآب مین اشتراک و اتحاد حاصل تھا۔ مساواۃ من جمیع الجہات مقصود نہین ہے اور یہ امر واضح ہے کہ اشتراک فی الفضائل سے مساواۃ فی المرتبہ لازم نہین آتی۔ اور ہر جگہ مساواۃ سے مساواۃ فی المرتبہ مراد لینا درست نہین نبوت و وصایت کا خود فرق واضح ہے جو کسیطرح قابل انکار نہین ہے۔

نجم الحسن عفی عنہ۔ محمد باقر بقلمہ۔ السید آقا حسن بقلمخود۔ محمد ہادی رضوی بقلمخود
سید ابو الحسن رضوی بقلمہ۔ ابو الحسن نقوی۔ سید محمد علی بقلمہ۔ الاحقر سید احمد علی بقلمہ
سید سبط نبی نوگانوی عفی عنہ بقلمہ۔ سید مرتضے احسین امروہوی۔ سید ابن حسن عفی عنہ بقلمہ
محمد اعجاز حسن بدایونی حشرہ اللہ مع النبی والائمۃ الاطہار
۱۲۔ جمادی الثانیہ ۱۳۴۷ھ

رسالہ شمس الاعتقاد کا خلاصہ درجہ ختم نبوت صرف جناب رسالتمآب کیلئے مخصوص ہے۔ اس درجہ مین کوئی آپکا عدیل و شریک و سہیم اور مماثل و مساوی نہین ہے کمالات ختم نبوت سے آنجناب کے سوا کوئی متصف نہین ہے۔ آپ کو خدا نے سارے عالم پر افضلیت عطا فرمائی ہے، آپ کا ہم رتبہ اور ہم پلہ اور آپ سے افضل خدا نے کسی کو نہین پیدا کیا اور نہ آئندہ خلق فرمائیگا۔ نبوت مطلقہ کے آپ خاتمہ ہین آپ کی حیات مین اور آپ کے بعد خدا نے کسی کو نبوت عطا نہین فرمائی اور نہ قیامت تک کسی کو وہ نبی بنائیگا۔ آپ کی شریعت و کتاب قیامت تک رہے گی۔ منسوخ اور مبدل نہ ہوگی۔

آپ عالم نور مین بھی سردار تھے اور عالم شہود مین بھی۔ آپکی سلطنت اور سرتاجی زمانۂ رجعت مین بھی متحقق ہوگی اور روز قیامت مین بھی۔ جو شخص کل مخلوقات الٰہی سے آپ کو افضل نہ جانے بلکہ رتبۂ مخصوصہ مین آپ کا کسی کو مساوی یا شریک سمجھے وہ اسلام سے خارج ہی،

اس رسالہ مین یہ بھی بیان ہوا ہی کہ جناب رسول اللہ کے بعد حضرات ائمۂ اثنا عشر جنمین امیر المومنین افضل ہین کل خلائق سے افضل اشرف اکمل ہین۔ کمالات مندرجۂ ذیل مین جناب رسالتمآب کے حضرات ائمۂ معصومین شریک و مساوی ہین مگر رسول اللہ بہر صورت اصل ہین اور ائمۂ معصومین فروع ہین وہ کمالات و فضائل یہ ہین۔ نور و طینت عصمت و طہارت۔ شرافت و نجابت۔ ایجاد عالم کی علت غائی ہونا۔ بقاء عالم کا ان حضرات کے وجود سے وابستہ ہونا۔ بندون پر حجۃ اللہ ہونا۔ روح قدس پر فائز ہونا۔ صاحب اعجاز و کرامات ہونا۔ قبل وجود ظاہری بقدر ضرورت و مشیت الٰہی علم وہبی سے مشرف ہونا زمانۂ امامت ناطقہ مین علم مین مساوی رسول ہونا۔ صاحب علم لدنی ہونا۔ درود مین شریک رسول ہونا۔ روز جزا باذن خدا شفیع ہونا۔

اس رسالہ مین یہ بھی مذکور ہوا ہی کہ حضرات ائمۂ طاہرین کو عہدۂ امامت سے بڑھانا اور درجۂ نبوت یا الوہیت تک پہونچانا غلو ہی جو موجب کفر ہے اور اس عہدہ سے گھٹانا تنقیص ہی جسکا نتیجہ خلود نار جہنم ہی،

باسمہ سبحانہ

رسالہ شمس الاعتقاد جو کہ جناب فضائل مآب فاضل جلیل مولانا شیخ اعجاز حسن صاحب دام اقبالہ العالیہ کی تصنیف ہے اور جسے مصنف ممدوح نے تحقیق و تصفح کتب اور فکر صائب سے تحریر کیا ہے اور جسکے صفحۂ اخیرہ پر مطالب رسالہ کا خلاصہ مرقوم ہے میں نے دیکھا۔ میری یہ خواہش تھی کہ اس مسئلہ کے متعلق تحریرات کا سلسلہ بند کر دیا جائے اور افکار ناقصہ کو سلاطین مملکت عصمت و طہارت کی باہمی نسبت تساوی و تفاضل میں جولان نہ کیا جائے لیکن مصنف ممدوح نے میری استدعا کے قبول کو اس رسالہ کی تکمیل کے بعد پر موقوف رکھا۔ بہر طور جو کچھ اس رسالہ میں تحریر ہے اسکا ملخص یہی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ افضل اولین و آخرین ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور آپکے بعد جناب امیر المومنینؑ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام تمام مخلوقات سے اشرف و افضل ہیں مرتبۂ نبوت اور لوازم و خصوصیات نبوت جناب رسالتمآبؐ کے ساتھ مخصوص ہیں اور اسکے علاوہ جو فضائل جلیلہ و مناقب جمیلہ و مدارج عالیہ و مراتب متعالیہ جناب رسالتمآبؐ کو حاصل تھے حضرات ائمہ طاہرین کو بھی حاصل تھے۔ یہ حضرات ضیاء مشکوٰۃ نبوت اور شعاع آفتاب رسالت ہیں لیکن درجۂ نبوت رسالتمآب ہی کے ساتھ رہا ہے۔ یہ حضرات اس درجۂ نبوت میں آپکے شریک یا مساوی نہیں ہوے یہ عقیدہ صحیحہ حقہ ہے۔ والسلام

نجم الحسن عفی عنہ بقلمہ

5.0.96
۶۹۹

آوازِ حق

نتیجۂ فکر رسا جناب مولوی سید علی محمد صاحب اجلال تلمیذ حضرت عزیز لکھنوی

خاتم دورِ رسالت کی نبوت دیکھیے — شکل صنوِ صنوِ نبوت سے امامت دیکھیے
اول مخلوق ہین یہ اول صنعت ہین یہ — اُنکی صورت دیکھیے اور انکی قدرت دیکھیے
صورتِ شمس و قمر دونوں کے دونون ضوفگن — اتحادِ نور مین یکسان حقیقت دیکھیے
فرع ہے نورِ ولایت اصل ہے نورِ نبی — عالمِ انوار سے اس کی حکایت دیکھیے
ایک تابع اور اک متبوع ان دونون مین ہے — ہے امامت کا رکن بعد نبوت دیکھیے

جو ہے حل ان مسائل کا جو ہے عین مراد
اپنے دامن مین لیے ہے اسکو شمس الاعتقاد

راہ حق کے واسطے گر کوئی رہبر چاہیے — اس رسالہ پر نظر اے بندہ پرور چاہیے
دیکھیے اور غور سے ہر نکتہ اس کا دیکھیے — نور ایمان کے معانی کا جو گوہر چاہیے
حضرت اعجاز ملت کی یہ ہے آوازِ حق — طالبانِ حق تمھین لبیک اسپر چاہیے
باعثِ رشکِ افاضل مثل اعجازِ حسن — حامیِ دین اور اک بہتر سے بہتر چاہیے
ہے ابطالِ مساواۃِ نبی با مرتضےٰ — واعظ اسلام ایسا علم پرور چاہیے
دور کر کے قلب سے زنگِ تعصب دیکھیے — ان حدیثون کو اگر دین پیمبر چاہیے
راستہ ہے صاف اسمین کوئی تاریکی نہین — چلنے والے ہان چراغِ دل منور چاہیے
بہرِ تحقیقِ معارف جب ہون سب سامان بہم — حضرت اجلال ایسا نکتہ ور چاہیے

طاعتِ پیرِ مغان کن در ہمہ بیگانہ باش
اول از میخانہ بودی آخر از میخانہ باش
(نظیری)

کتب خانہ وقف منصبیہ
شہر میرٹھ

10615